چیف ایڈیٹر
عبید اللہ انور

"...UDDAMUDDIN"
(...AKISTAN)

منظور شدہ محکمۂ تعلیم
(۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/16321 مورخہ ۳ مئی ...
(۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری DD 9-2-6-67/39 مورخہ ۲۴ ...

قول رسول صلی اللہ علیہ وسلم

قرآن عزیز
بہ تجشیہ جدیدہ

انجمن خدام الدین لاہور کی طرف سے شائع شدہ

... دیدہ زیب

عکسی طباعت ...

... ی اللہ علیہ وسلم سے روا... کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ جس شخص نے نہ جہاد کیا اور نہ ہی کسی غازی کو سامان جہاد دیا، اور نہ ہی کسی غازی کی اس کے پیچھے اس کے اہل و عیال میں خبرگیری کی تو قیامت سے پہلے اللہ تعالےٰ اس کو سخت مصیبت میں مبتلا کریں گے۔

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: "جَاھِدُوا الْمُشْرِکِیْنَ بِاَمْوَالِکُمْ وَ اَنْفُسِکُمْ وَ اَلْسِنَتِکُمْ۔" رواہ ابو داؤد باسناد صحیح۔

ترجمہ:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مشرکین سے جہاد کرو، اپنے مالوں اور اپنی جانوں اور اپنی زبانوں کے ذریعہ سے۔

(ف) حدیث میں تین طرح سے جہاد کرنے کو فرمایا گیا ہے۔ سو جان اور مال کے ساتھ تو جہاد کرنا ظاہر ہے اور زبان کا جہاد کرنا یہ ہے کہ ان کے بتوں کی اور ان کے دین باطل کی مذمت اور برائیاں بیان کرے اور ان کے ذلیل و خوار ہونے کے بد دعا کرے اور ان کو ڈرائے۔ اور خوف زدہ کرے۔ غرضیکہ جس قدر زبان سے جہاد کر سکے۔ تو کم از کم یہی کرے۔

عَنْ اَبِیْ عَمْرٍو، وَ یُقَالُ اَبُوْ حَکِیْمٍ النُّعْمَانِ بْنِ مُقَرِّنٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: شَھِدْتُ رَسُوْلَ ... لَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا ... اَوَّلَ النَّھَارِ اَخَّرَ ... لَ الشَّمْسُ وَ ... یَنْزِلَ النَّصْرُ۔ ... التِّرْمِذِیُّ وَ قَالَ ... حَسَنٌ صَحِیْحٌ۔ ...

ترجمہ:۔ حضرت ابو عمرو یا ابو حکیم ... بن مقرن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیان کرتے ہیں کہ میں (جہاد میں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حاضر ہوا جب آپ دن کے ابتدائی حصہ میں قتال نہ کرتے تو قتال کو مؤخر کرتے یہاں تک کہ سورج ڈھل جاتا۔ اور ہوائیں چل جاتیں اور (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) مدد نازل ہو جاتی۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: لَا تَتَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ، فَاِذَا لَقِیْتُمُوْھُمْ فَاصْبِرُوْا (متفق علیہ)

ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دشمن سے مقابلہ کی تمنا نہ کرو۔ لیکن جب مقابلہ ہو جائے تو (ان کے مقابل) جمے رہو۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: اَلشُّھَدَاءُ خَمْسَۃٌ اَلْمَطْعُوْنُ وَالْمَبْطُوْنُ وَالْغَرِیْقُ وَ صَاحِبُ الْھَدْمِ وَالشَّھِیْدُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ۔ (متفق علیہ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ شہداء پانچ ہیں (۱) طاعون والا (۲) ہیضہ والا (۳) غرق ہو جانے والا (۴) کسی دیوار وغیرہ کے نیچے دب کر مر جانے والا (۵) اور خدا کے راستہ میں شہید ہو جانے والا۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ "مَا تَعُدُّوْنَ الشُّھَدَاءَ فِیْکُمْ؟" قَالُوْا: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَنْ قُتِلَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَھُوَ شَھِیْدٌ۔ قَالَ "اِنَّ شُھَدَاءَ اُمَّتِیْ اِذًا لَقَلِیْلٌ!" قَالُوْا: فَمَنْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ: "مَنْ قُتِلَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَھُوَ شَھِیْدٌ، وَ مَنْ مَاتَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَھُوَ شَھِیْدٌ، وَ مَنْ مَاتَ فِی الطَّاعُوْنِ فَھُوَ شَھِیْدٌ، وَ مَنْ مَاتَ فِی الْبَطْنِ فَھُوَ شَھِیْدٌ، وَالْغَرِیْقُ شَھِیْدٌ۔" (رواہ مسلم)

ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم آپس میں شہداء کن لوگوں کو شمار کرتے ہو۔ صحابہؓ نے عرض کیا جو اللہ تعالےٰ کے راستے میں قتل کر دیا جائے وہی شہید ہے۔ آپ نے فرمایا پھر تو میری امت کے شہداء بہت کم ہوں گے۔ صحابہؓ نے عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ! پھر وہ کون لوگ ہوں گے آپ نے فرمایا۔ جو اللہ تعالےٰ کے راستے میں قتل ہو جائے وہ تو شہید ہے ہی اور جو خدا تعالےٰ کے راستہ میں اپنی موت سے مر جائے وہ بھی شہید ہے اور جو طاعون میں مر جائے وہ بھی شہید ہے اور جو ہیضہ میں مر جائے وہ بھی شہید ہے اور غرق ہو جانے والا بھی شہید ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ "مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِہٖ فَھُوَ شَھِیْدٌ۔" (متفق علیہ)

ترجمہ:۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے جو اپنے مال کی حفاظت میں قتل کر دیا جائے وہ بھی شہید ہے۔

ملک کی نازک صورتِ حال اخبارات کے آئینے میں!

موجودہ مشکلات کا حل

ملک کے موجودہ حالات جس نازک دور سے گذر رہے ہیں وہ سب کے سامنے ہے۔ مشرقی اور مغربی پاکستان کے کئی علاقوں میں کرفیو کا نفاذ ہو چکا ہے اور عوام اور حکام پریشانی اور مشکلات سے دوچار ہیں۔ ان حالات میں حکومت اور اپوزیشن کے تمام رہنماؤں کو سوجھ بوجھ اور تدبر سے کام لینا چاہئے اور ہر ایسے اقدام سے اجتناب کرنا چاہئے جس سے لاقانونیت کی حوصلہ افزائی اور غنڈہ گردی کی پذیرائی ہوتی ہو۔

ہمارے خیال میں ملک کا کوئی بہی خواہ چاہے وہ اپوزیشن سے تعلق رکھتا ہو یا اربابِ اقتدار سے وابستہ ہو، ہلڑ بازی، غنڈہ گردی، توڑ پھوڑ اور آتش زنی جیسے واقعات کو ہرگز پسندیدگی کی نظر سے نہیں دیکھ سکتا۔ لیکن ملک کے بعض بدخواہ جو اپوزیشن میں بھی موجود ہیں اور جن کی حکومت کی صفوں میں بھی کمی نہیں ان افسوسناک حادثات کا باعث بن رہے ہیں اور اپنے طرزِ عمل سے انتشار اور طوائف الملوکی کو ہوا دے رہے ہیں۔ ہنگاموں کی ابتداء ڈپٹی کمشنر راولپنڈی کی زیادتی اور عاقبت نا اندیشی سے ہوئی اور لاہور کی ضلعی انتظامیہ کے کے بعض افراد نے اپنی ظالمانہ اور شرمناک روش سے حکومت کے خلاف تحریک کو بامِ عروج پر پہنچا دیا اور اس کی صدائے بازگشت ملک کے کونے کونے سے گونجنے لگی اور ہر نیا دن حکومت کے لئے نئی مشکلات کا پیش خیمہ ثابت ہونے لگا۔ اگر حکومت حالات کی نزاکت کا احساس کرتی، مذہب میں مداخلت نہ کرتی اور علماء اور طلباء کے مطالبات فوراً مان لیتی اور انتظامیہ کے چند بے تدبیر کھلنڈروں اور مارِ آستینوں کے جھوٹے وقار کے لئے نہ ڈٹ جاتی تو ہم یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ یہ صورت حال اس سے یکسر مختلف ہوتی اور ملک کو یہ سیاہ دن ہرگز نہ دیکھنے پڑتے۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ انتظامیہ نے ان حالات سے عبرت نہیں پکڑی اور ان کے دماغوں میں اس قدر فرعونیت بھر چکی ہے کہ انہوں نے دینی شعائر کی توہین ہی اپنا نصب العین بنا لیا ہے چنانچہ واقعات کے اختلاف کے ساتھ لاہور کے بعد کراچی میں بھی دینی شعائر کی توہین کی گئی ہے اور ایسا محسوس ہوتا ہے کہ نوکر شاہی اس قدر دلیر ہو گئی ہے کہ مساجد کا احترام اور خدا کا خوف اس کے دلوں اور دماغوں سے قطعی اُٹھ گیا ہے۔ اخبارات کی تصویروں اور خبروں نے اس بات کی تصدیق کر دی ہے کہ پولیس نے آرام باغ کراچی کی مسجد میں جوتوں سمیت گھس کر اندھا دھند لاٹھی چارج کیا اور مسجد کے اندر بے گناہ لوگوں کو تشدد کا نشانہ بنایا جس سے مسجد کا صحن خون سے رنگین ہو گیا اور دینی شعائر کی اعلانیہ توہین ہوئی —— کیا اس قسم کی تشددانہ کارروائیاں امن کی بحالی کا موجب بن سکتی ہیں اور ان سے حکومت عوام میں مقبول ہو سکتی ہے؟ ہمارے خیال میں ہر صاحبِ عقل و ہوش اس کا جواب نفی میں دے گا اور یہی فیصلہ صادر کریگا کہ اس قسم کی شرمناک حرکتیں فساد بڑھانے کا سبب بنتی ہیں اور ان سے حکومت کے خلاف عوام کے دلوں میں جذباتِ نفرت بھڑکتے ہیں —— اسی طرح قوم کے بچوں اور مستقبل کے معماروں پر تشدد اور سختیاں بھی قابلِ مذمت ہیں اور ان سے ملک و قوم کو ہرگز کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا —— ان الفاظ کے ساتھ ہم ان بدمعاش عناصر کی بھی پُرزور مذمت کرتے ہیں جو قانون کو اپنے ہاتھ میں لے کر لوٹ کھسوٹ اور غنڈہ گردی برپا کرنے کا موجب بنتے اور ملک و قوم کے مفاد سے غداری کرتے ہیں۔

تاہم ہماری یہ پختہ تُلی رائے ہے اور اس کا ہم ان کالموں میں بارہا اظہار کر چکے ہیں کہ حکومت اور ملک کے لئے انتظامیہ کے وہ ارکان جو سوچ اور فکر کی صلاحیتوں سے عاری ہیں اور جن کے دماغوں میں رعونت اور افسر شاہی کی لعنت رچی بسی ہوئی ہے ملک و قوم اور حکومت کے سب سے بڑے دشمن ہیں اور ان کے دماغوں کی درستگی اور ملکی حالات کا سیاسی سطح پر حل اور اسلام سے وفاداری کا ثبوت ہی موجودہ مشکلات کا علاج ہے۔ چنانچہ ہمیں خوشی ہے کہ اس سلسلے میں حکومت نے سلسلہ جنبانی شروع کی ہے اور وہ سیاسی اور مذہبی رہنماؤں سے مل کر کوئی لائحہ عمل طے کرنے پر غور کر رہی ہے۔

اللہ کرے کہ اسلام اور خدا و رسول کے نام پر قائم ہونے والے اس ملک میں اسلام اور عوام کی بہتری کے لئے کوئی متفقہ دستور طے پا جائے اور ملک کو مشکلوں سے نجات مل جائے۔

مقالہ خصوصی

انتہائی افسوسناک

ڈھاکہ اور کراچی کے بعد لاہور میں بھی کرفیو نافذ کر دیا گیا ہے اور ان شہروں میں اب فوج گشت کر رہی ہے پشاور میں بھی سول حکام کی امداد و اعانت کے لئے فوج طلب کر لی گئی ہے اور ایک ماہ کے لئے دفعہ ۱۴۴ کی پابندیاں عائد کر دی گئی ہیں۔ لاہور، ڈھاکہ، کراچی وغیرہ میں کرفیو کے نفاذ اور فوج طلب کرنے کی یہ وجہ بتائی گئی ہے

اعتذار

لاہور میں کرفیو کے نفاذ کی وجہ سے پریس کے انتظامی امور میں کافی مشکلات پیدا ہو گئی ہیں۔ چنانچہ زیرِ نظر شمارہ آپ کی خدمت میں تاخیر سے پہنچ رہا ہے۔ ادارہ اس جبری تاخیر کے لئے اپنے قارئین سے معذرت خواہ ہے اور یقین دلاتا ہے کہ حالات درست ہونے پر پرچہ انشاءاللہ قارئین کی خدمت میں حسبِ معمول وقت پر پہنچتا رہے گا۔

زیرِ نظر شمارہ دو اشاعتوں (۳۱ جنوری ۱۹۶۹ء، ۷ فروری ۱۹۶۹ء) پر مشتمل ہے لہٰذا قارئین اور ایجنٹ حضرات ۷ فروری کے خدام الدین کا انتظار نہ فرمائیں۔

(نور محمد انور سرکولیشن منیجر)

کہ ان شہروں میں توڑ پھوڑ، آتش زنی، لوٹ مار، تشدد اور پولیس کے ساتھ جھڑپوں کے باعث صورت حال سول حکام کے کنٹرول سے باہر ہو گئی تھی لہٰذا امن و امان برقرار رکھنے اور شہریوں کے جان و مال کی حفاظت کے لئے انتظامیہ کو بالآخر کرفیو کے انتہائی اقدام کا سہارا لینا پڑا۔ ہلڑ بازی وغیرہ کے یہ واقعات انتہائی افسوس ناک اور قابل مذمت بلکہ باعثِ ندامت ہیں۔ اس توڑ پھوڑ اور ہلڑ بازی سے نہ صرف نجی و قومی املاک کو نقصان پہنچا ہے بلکہ اندیشہ ہے کہ اس سے وہ عوامی تحریک بھی متاثر ہو گی جو جمہوریت کاملہ اور بنیادی شہری حقوق کی بحالی کے لئے ملک کے طول و عرض میں جاری و ساری ہے۔ ہم پاکستان تحریک جمہوریت کا یہ مؤقف تسلیم کرتے ہیں کہ ان کی صفوں میں شرپسند عناصر نہیں اور توڑ پھوڑ سے اس کا کوئی تعلق نہیں (لاہور میں پیر کے روز عوامی مجلس عمل کے زیر اہتمام باوقار اور پُرامن جلوس موجب مبارکباد ہے — توڑ پھوڑ، آتش زنی، لوٹ مار اور پولیس سے جھڑپیں اس جلوس سے گھنٹوں پیشتر شروع ہو چکی تھیں) لیکن اس کے باوجود ہم عوامی مجلس عمل، دوسری سیاسی جماعتوں اور عام شہریوں سے بھی یہ اپیل ضروری سمجھتے ہیں کہ کرفیو کے خاتمہ کے بعد وہ انتشارپسند عناصر کی محض مذمت پر اکتفا نہ کریں بلکہ ایسے عناصر کو کیفرِ کردار تک پہنچانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کریں تاکہ جمہوریت کی عوامی تحریک اپنی منزل کی جانب خوش اسلوبی سے گامزن رہ سکے۔

اس ضمن میں ہم پولیس کے اربابِ اختیار سے بھی یہ گذارش ضروری سمجھتے ہیں کہ وہ حالات پر قابو پانے وقت تدبّر، ہوشمندی اور ضبط و تحمل کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑیں۔ کیونکہ پولیس کے بے جواز تشدد کی شکایات بھی منظر عام پر آئی ہیں۔ یہ بے جواز تشدد بسا اوقات مزید برہمی و خفگی کی صورت اختیار کر لیتا ہے اور ردِّ عمل جوابی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ (روزنامہ نوائے وقت لاہور)

کی غیر مشروط طور پر مذمّت کی ہے اور کہا ہے کہ اس قسم کی سرگرمیوں کا ارتکاب کرنے والوں نے قومی مقاصد سے بے وفائی کی ہے۔ ڈھاکہ میں بھی حزب اختلاف کے ایک درجن سے زائد رہنماؤں نے لوٹ مار، آتش زنی اور ہنگامہ آرائی کی مذمت کی ہے اور لوگوں پر زور دیا ہے کہ وہ تشدّد سے کام نہ لیں۔

ہنگامہ آرائی اور کشت و خون جہاں بھی کیا جائے اور اس کے جو بھی مقاصد بیان کئے جائیں، بہرحال قابلِ مذمت ہے اس سلسلہ میں حزب اختلاف کے رہنماؤں کے غیر مبہم بیانات خیر مقدم کے مستحق ہیں لیکن ملک کے مختلف شہروں میں اس وقت جو صورت حال پیدا ہو گئی ہے اس پر قابو پانے اور حالات کو اعتدال پر لانے کے لئے محض بیان جاری کر دینا کافی نہیں ہے۔

حزب مخالف کے رہنماؤں کو اس کا اندازہ خود بھی ہو گا کہ انتشارپسند عناصر کو محض زبان سے قابل مذمت قرار دینے سے کام نہیں چلے گا، موجودہ حالات ان کے حبِّ وطن اور تدبّر کے لئے ایک بہت بڑے امتحان کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اگر وہ نیک نیتی سے محسوس کرتے ہیں کہ سیاسی مسائل کو صرف آئینی اور سیاسی ذرائع سے حل کیا جا سکتا ہے تو انہیں عملی طور پر یہ کوشش بھی کرنی چاہئے۔ کہ کرفیو کی پابندیاں ختم ہونے کے بعد زندگی کے تمام شعبوں میں معمول کے مطابق سرگرمیاں از سرِ نو شروع کر دی جائیں۔

ملک میں امن و امان قائم رکھنا یا حکومت اور عام شہریوں کی املاک کو توڑ پھوڑ آتش زنی اور تباہی سے بچانا محض پولیس یا فوج کی ذمہ داری نہیں ہے، یہ ہم سب کا ملک ہے اور ہم سب کا یہ اجتماعی اور انفرادی فریضہ ہے کہ اپنے بھائیوں اور ہمسایوں کو معاشرت دشمن اور انتشارپسند عناصر کے رحم و کرم پر نہ چھوڑ دیں، یہ محض بیان جاری کر کے بری الذمہ ہو جانے اور گھروں میں بیٹھ رہنے کا نہیں عمل کا وقت ہے — حزب اختلاف کے رہنماؤں کو چاہئے کہ وہ اپنی ذمہ داریاں پوری طرح محسوس کریں۔ وہ خود عوام کے پاس بیٹھ جائیں اور اس امر کی عملی طور پر جد و جہد کریں کہ وہ عقل و خرد کو اپنا رہنما بنائیں۔

حکومت اور حزب اقتدار کے رہنماؤں اور ارکان پر بھی یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ رائے عامہ کی تربیت کا اہم فریضہ پوری تندہی سے انجام دیں، انہیں اپنے نصب العین اور نقطہ نظر پر یقین ہونا چاہئے۔ مختلف شہروں میں اس وقت جو اندوہناک صورت حال پیدا ہو گئی ہے وہ ایک مہذّب اور متمدّن ملک کے باشندوں کی حیثیت سے ہم میں سے کسی کے لئے بھی باعثِ رشک نہیں کہی جا سکتی۔ ذمہ دار اور وطن دوست سیاسی

جمعیۃ علماء اسلام پاکستان مدیر میثاق کی نظر میں

گذشتہ دو ڈھائی سال کے دوران تدریجاً ایک اور قوت بھی پاکستانی سیاست کے منظر عام پر نمودار ہوئی ہے ہماری مراد جمعیت علمائے اسلام سے ہے جس نے اس عرصے میں رفتہ رفتہ خاصی قوت بہم پہنچائی ہے۔ اور اپنے منتشر اثرات کو خاصے مضبوط تنظیمی سلسلے میں منسلک کر لیا ہے، یہ تنظیم اگرچہ اپنی ہیئت اور نوعیت کے اعتبار سے دوسری تنظیموں۔ مثلاً۔ جماعت اسلامی سے بہت مختلف انداز کی ہے۔ مثلاً اس کے یہاں کاغذی کاروائی اور دفتری نظام شاید بالکل ہی دقیانوسی اور PRIMITIVE طرز کا ہو، لیکن ایک مشترک ذہنی ساخت اور مشترک اندازِ فکر اور اس کے ساتھ ساتھ ایک شاندار ماضی کے ورثے کی بنا پر اس گروہ نے بہت جلد ایک نہایت منظم اور فعال فطری تنظیم کی صورت اختیار کر لی ہے۔ عوام میں اس کی جڑیں انتہائی زیریں سطحوں (SUBSTRATA) تک گہری اتری ہوئی ہیں۔ دینی مدارس اس کے مستقل مراکز اور اللہ کے گھر اس کے مستقل دفاتر ہیں۔ اس کے عام کارکن ہی نہیں اکابر تک سب خاصی عوامی کارکن ہیں، سادگی، دینداری اور غایت درجہ خلوص کے ساتھ نہایت زور دار جذبۂ عمل اس کے شعائر ہیں۔ ان تمام چیزوں کے پیش نظر یہ اندازہ قطعاً مبالغہ پر مبنی ہے نہیں ہے کہ آئندہ پاکستان کی سیاست کے میدان میں جمعیت علمائے اسلام نہایت موثر رول ادا کرے گا۔

مثبت قدم بھی اُٹھائیے

نوابزادہ نصراللہ خاں نے جمہوری مجلس عمل کے دوسرے رہنماؤں کے ساتھ ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے مختلف مقامات پر توڑ پھوڑ کی کاروائیوں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہفت روزہ

خدام الدین

لاہور

فون نمبر: ۶۷۵۴۵

جلد ۱۴ | ۱۲ ر ذی قعدہ ۱۳۸۸ھ مطابق ۳۱ ر جنوری ۱۹۶۹ء | شمارہ ۳۹

علوم دینیہ کے ایک روشن ترین ستارہ کا غروب

یہ خبر تمام دینی حلقوں اور اسلام پسند طبقوں میں یقیناً دلی رنج و افسوس کے ساتھ سنی گئی ہو گی کہ شیخ الحدیث حضرت مولانا نصیر الدین غورغشتی اپنے اللہ کو پیارے ہو گئے ہیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ دارالعلوم دیوبند کے اُن نامور فرزندوں میں سے تھے جنہوں نے اپنے علم و فضل اور عمل و اخلاص کی خوبیوں سے لاکھوں بندگانِ خدا کو فیض یاب کیا اور ہزاروں علماء کو مسندِ رشد و ہدایت پر فائز فرما کر قرآن و حدیث کے علوم کا ہمیشہ جاری رہنے والا ایک دریا بہا دیا ہے ——— حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ اس دَور کے عظیم دینی رہنما مشہور عارفِ کامل اور مکمل ولی اللہ حضرت مولانا حسین علی نور اللہ مرقدہٗ کے ارشد خلفاء میں سے تھے اور انہیں کے طریق پر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں سالکانِ راہِ طریقت کی تربیت فرماتے تھے اور اس طرح آپ کی ذاتِ گرامی شریعت و طریقت کا ایک حسین امتزاج تھی۔ راقم الحروف (ایڈیٹر خدام الدین) نے بذاتِ خود قطب العالم شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری قدس سرہ العزیز کو یہ فرماتے سنا ہے کہ مولانا غورغشتی تو چہرے سے ہی ولی اللہ نظر آتے ہیں۔ غرضیکہ حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کی ذاتِ گرامی کے وصال سے علوم قرآن و حدیث کا ایک منبع دنیا سے اُٹھ گیا ہے اور علم و فضل کا ایک روشن ترین ستارہ جو تقریباً ۸۰ سال سے ہزاروں علماء اور بے شمار مخلوقِ خدا کی رہنمائی کا فریضہ انجام دے رہا تھا غروب ہو گیا ہے۔

سیاسی اعتبار سے حضرت شیخ الحدیث ہمیشہ جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کے دعاگو اور سرپرست رہے ہیں اور علماء اسلام کو ان کی دعاؤں اور رہنمائی پر بیحد اعتماد رہا ہے ——— چنانچہ اگر یہ کہا جائے کہ حضرت شیخ الحدیث کی رحلت سے جمعیۃ علماء اسلام ایک محبوب و مقدس سرپرست سے، ہزاروں علماء ایک شفیق اور شہرہ آفاق استاد سے، لاکھوں بندگانِ خدا ایک دینی و روحانی پیشوا سے اور پاکستان ایک باعثِ صد افتخار علمی و عملی اور روحانی شخصیت سے محروم ہو گیا ہے تو سو فیصدی صحیح ہو گا ——— حضرت مرحوم کی عمر مبارک وصال کے وقت ۱۱۰ برس تھی اور آپ کے جنازہ میں شریک ہونے والوں کی تعداد کا اندازہ ایک لاکھ سے متجاوز کیا گیا ہے۔ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی نماز جنازہ آپ کے فرزند ارجمند حضرت مولانا رکن الدین نے پڑھائی۔

ادارۂ خدام الدین اس سانحۂ عظیم پر اپنے دلی رنج و غم کا اظہار کرتا ہے اور دست بدعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت شیخ الحدیث مرحوم کے درجات کو بلند سے بلند تر فرمائے اور انہیں اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے۔ آمین!

یہاں ہم حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے پسماندگان، افرادِ خاندان اور شاگردانِ رشید سے بھی دلی ہمدردی کا اظہار ضروری سمجھتے ہیں اور انہیں یقین دلاتے ہیں کہ ادارہ خدام الدین ان کے غم میں برابر کا شریک ہی نہیں بلکہ ان کے غم کو اپنا غم سمجھتا ہے اور اس اعتبار سے حضرت مرحوم ہماری بھی متاعِ عزیز تھے خود کو بھی تعزیت کا مستحق خیال کرتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالےٰ ہم سب کو صبرِ جمیل سے نوازے۔

آخر میں ہم قارئین خدام الدین سے استدعا کرتے ہیں کہ وہ حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کی روح مبارک کو زیادہ سے زیادہ ایصالِ ثواب فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

صحافیوں پر پولیس کا تشدد

پولیس کا کام امن و امان قائم رکھنا اور شہریوں کی جان و مال کی حفاظت کرنا ہے، یہ ایک بہت مشکل کام ہے جو بعض اوقات نازک بھی بن جاتا ہے۔ کیونکہ اپنے فرائض کی انجام دہی کے لئے پولیس کو بعض حالات میں سختی بھی کرنا پڑتی ہے لیکن سخت کارروائی کے لئے بھی بعض آداب اور قواعد و ضوابط مقرر ہیں، سخت کارروائی بجائے خود کوئی مقصد نہیں ہوتی، بلکہ اس کی اجازت صرف اس وقت دی جا سکتی ہے کہ صورت حال پر قابو پانے کے لئے اس کے سوا کوئی چارہ کار ہی باقی نہ رہ جائے۔

ہم بڑے افسوس اور کرب کے ساتھ یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ حال ہی بعض جلوسوں اور مظاہروں کو منتشر کرنے کے سلسلے میں پولیس شائستگی اور معقولیت کی تمام حدود سے تجاوز کر گئی ہے، اس نے متعدد مواقع پر ایسی کارروائی کی ہے جسے حالات کو دیکھتے ہوئے کسی طرح جائز یا ناگزیر قرار نہیں دیا جا سکتا۔

جمعہ کو کراچی میں پولیس نے جس طرح آرام باغ کی مسجد میں گھس کر لوگوں کو بے دردی سے زد و کوب کیا ہے وہ افسوسناک ہی نہیں باعث شرم بھی ہے۔ کراچی کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے ایک سرکاری بیان میں دعویٰ کیا ہے کہ پولیس مسجد میں داخل نہیں ہوئی، لیکن مثل مشہور ہے کہ کیمرہ کبھی جھوٹ نہیں بولتا، چنانچہ متعدد ایسی تصویریں موجود ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ نہ صرف وہ لوگ پولیس کے ڈنڈوں سے محفوظ نہیں رہے جنہوں نے آرام باغ کی مسجد میں پناہ لی تھی بلکہ نمازی بھی اس کے تشدد سے محفوظ نہیں رہے، خانہ خدا کا یہ عدم احترام افسوس ناک ہے۔

اس پر مستزاد یہ ہے کہ اپنی "فرض شناسی" کے جوش میں پولیس والوں نے اخباری نمائندوں کو بھی معاف نہیں کیا۔ "مشرق" کراچی کے فوٹو گرافر، سٹاف رپورٹر اور پاکستان پریس انٹرنیشنل کے رپورٹر شدید زخمی ہوئے۔

(باقی صفحہ ۱۶ پر)

مجھ پر لاٹھیاں برسائی گئیں میری داڑھی نوچی گئی اور مجھے ٹھڈے مارے گئے

مولانا عبید اللہ انور

"مجھے رکوع کی حالت میں پیٹا گیا" ڈاکٹر ظفر الحق

ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج کی عدالت میں مولانا عبید اللہ انور کے استغاثہ کی سماعت شروع ہو گئی !!

لاہور ۲۴ جنوری۔ جمعیۃ علماء اسلام کے صوبائی امیر اور شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ کے جانشین حضرت مولانا عبید اللہ انور نے آج ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج لاہور کی عدالت میں بیان دیتے ہوئے کہا کہ ۲۰ دسمبر کو جمعۃ الوداع کے موقع پر مجھے تین چار فٹ لمبے بید سے پیٹا گیا جس سے مجھے چند ضربات آئیں پھر مجھے پولیس کے ایک ٹرک میں دھکیل دیا۔ پولیس پارٹی نے وہ بینر بھی چھین لیا جس پر "پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الٰہ الا اللہ" کے الفاظ لکھے ہوئے تھے۔ جب مجھے ٹرک میں ڈالا گیا تو پولیس نے میری داڑھی بھی نوچی اور ایک پولیس افسر کی ہدایت پر میرے فم معدہ میں دو ٹھڈے بھی مارے گئے۔ مولانا نے یہ بیان اپنے استغاثہ کے سلسلہ میں دیا جس کی ابتدائی سماعت عدالت کے احکام پر ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج کی عدالت میں آج شروع ہوئی۔ مولانا کے علاوہ عدالت نے ڈاکٹر ظفر الحق کا بیان بھی قلمبند کیا جو پولیس کے تشدد کے باعث جمعۃ الوداع کے موقع پر زخمی ہو گئے تھے۔

مستغیث مولانا عبید اللہ انور نے اپنے بیان کا آغاز کرتے ہوئے کہا میں جمعیۃ العلماء اسلام مغربی پاکستان کا امیر ہوں۔ میرے والد بزرگوار مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ اسلام کے ایک عظیم سکالر اور قرآن پاک کے مفسر تھے۔ اور انہوں نے احادیث کا ترجمہ بھی کیا تھا۔ ہماری جماعت نے گذشتہ سال دسمبر سے قبل یہ فیصلہ کیا تھا کہ ہمیں ۲۰ دسمبر کو جمعۃ الوداع کے موقع پر ملک بھر میں احتجاج کے لئے اپیل کرنی چاہئے۔ یہ احتجاج اس مقصد کے لئے کرنا پیش نظر تھا کہ حکومت ملک میں اسلامی نظام نافذ کرنے میں ناکام ہو گئی ہے ہم اپنی شکایات کے حق میں آواز بلند کرنے کے لئے پر امن جلوس نکالنا چاہتے تھے۔ پروگرام یہ تھا کہ مظاہرین دو دو کی ٹولیوں میں تقسیم ہو جائیں اور ہر پارٹی کے ہاتھ میں بینر ہوں اور یہ پارٹیاں ایک دوسرے سے چار پانچ فٹ کے فاصلے پر رہیں۔

۲۰ دسمبر کو جمعۃ الوداع کے موقع پر مستی گیٹ کے باہر نماز جمعہ میں نے پڑھائی۔ نماز کا اہتمام باغ میں کیا گیا تھا اور اس علاقے میں جہاں نمازیوں کو نماز ادا کرنی تھی قناتوں نے گھیرا ہوا تھا اور یہ انتظام مردوں اور مستورات کے لئے علیحدہ علیحدہ کیا گیا تھا۔ میں نے دو بجے نماز ختم کر لی نمازیوں کی تعداد چالیس ہزار کے قریب ہو گی جوں ہی میں نے نماز ختم کی اس وقت بعض لوگ ابھی سنتیں اور نوافل پڑھنے میں مصروف تھے میں صفوں سے باہر نکل آیا تاکہ جلوس منظم کر سکوں میرے پاس ایک بینر بھی تھا جس پر "پاکستان کا مطلب کیا لا الٰہ الا اللہ" کے الفاظ لکھے ہوئے تھے یہ بینر میں نے اور مرزا غلام نبی جانباز نے اٹھا رکھا تھا ہم دونوں اس بینر کو پکڑ کر ابھی کھڑے ہی ہوئے تھے کہ پولیس نے ملزم مسٹر شریف چیمہ کی رہنمائی میں ہم پر لاٹھیاں برسانی شروع کر دیں لاٹھی کی تشریح کرتے ہوئے مولانا نے فرمایا یہ تین چار فٹ لمبے بید تھے جن کا ہینڈل چمڑے کا تھا میں اس موقع پر ہاروں سے لدا ہوا تھا۔ مجھے بید کی چند ضربات آئیں۔ پھر مجھے پولیس نے ایک ٹرک میں ڈال دیا پولیس پارٹی نے ہم سے بینر چھین کر اسے بھی پھاڑ دیا پولیس والوں نے مجھے ناشائستہ گالیاں بھی دیں۔ مجھے ٹرک میں ڈالتے وقت پولیس نے میری داڑھی بھی نوچی۔ آپ نے مزید کہا کہ پولیس افسر نے پولیس اہلکاروں کو مجھے پیٹنے کی ہدایت کی چنانچہ میرے فم معدہ میں دو ٹھنڈے بھی مارے گئے اس کے نتیجے میں میرے معدے میں شدید درد ہوا مجھے رات بھر کوتوالی حوالات میں رکھا گیا۔ جہاں میں نماز عشا سے لے کر صبح تک بے ہوش پڑا رہا آپ نے کہا میں روزے سے تھا اور حوالات میں مجھے کسی قسم کی طبی امداد نہیں دی گئی حوالات سے مجھے عدالت کے سامنے ریمانڈ حاصل کرنے کے لئے پیش کیا گیا اور اس کے بعد مجھے جیل بھیج دیا گیا۔ ۲۲ دسمبر کی شام کو مجھے جیل سے رہا کیا گیا۔

مولانا نے اپنے بیان میں عدالت کو یہ بھی بتایا کہ شدید ضربات کے باعث مجھے خون کی قے آتی رہی اور مجھے جو ٹھنڈے مارے گئے تھے اس کے نتیجے میں پیشاب اور پاخانے کے ساتھ بھی مجھے خون آتا رہا۔ رہائی کے بعد مجھے مسٹر شریف چیمہ نے میرے مکان پر پہنچایا۔ اس لئے کہ میری حالت تسلی بخش نہیں تھی۔ چنانچہ اسی شام مجھے میو ہسپتال میں داخل کر دیا گیا۔ ۲۲ یا ۲۳ دن کے بعد میں ہسپتال سے گھر آیا۔ ہسپتال میں ڈاکٹر سردار علی شیخ اور ڈاکٹر نذیر نے میرا علاج کیا۔

تکلیف کے دوران میں کام کرنے سے کلی طور پر معذور رہا مولانا نے عدالت کو یہ بھی بتایا کہ لاٹھی چارج سے قبل میں نے پولیس کی طرف سے ایسا کوئی اعلان نہیں سنا۔ جس میں منتشر ہو جانے کے لئے کہا گیا ہو۔ مولانا نے مزید کہا کہ لاٹھی چارج کے دوران مجھے جو زخم آئے تھے میں ابھی تک ان کے اثرات سے پوری طرح محفوظ نہیں ہو سکا اور جب میں کھڑا ہوتا ہوں تو میرا سر چکرانے لگتا ہے۔

ڈاکٹر ظفر الحق

مولانا عبید اللہ انور کے بعد ۶۷ سالہ ڈاکٹر ظفر الحق ایم بی بی ایس کا بیان قلم بند کیا گیا۔ بیان قلم بند کرنے سے پہلے عدالت نے گواہ کو کرسی مہیا کر دی۔ اس لئے کہ گواہ کو دو آدمی سہارا دے کر عدالت میں لائے تھے ڈاکٹر ظفر الحق نے عدالت کو بتایا کہ میں نے پنجاب یونیورسٹی سے ایم بی بی ایس کا امتحان پاس کر رکھا ہے اور میں پی سی ایم کا سابق رکن بھی ہوں۔ آپ نے کہا میرا جمعیۃ علماء اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ مستی اور کشمیری دروازے کے درمیان باغ میں جمعۃ الوداع کی نماز ہونے والی تھی اور میں ۲۰ دسمبر کو وہاں نماز پڑھنے کے لئے گیا تھا۔ نماز کی امامت مولانا عبید اللہ انور نے کرائی تھی میں ابھی نوافل پڑھنے میں مصروف تھا کہ پولیس گئی۔ اس موقع پر میں پانچویں صف میں بیٹھا ہوا تھا۔ میں ابھی نماز کی ادائیگی میں مصروف ہی تھا، کہ پولیس نے مجھے لاٹھیوں سے مارنا شروع کر دیا۔ ان لاٹھیوں کی لمبائی تین چار فٹ ہو گی۔ ڈاکٹر صاحب نے مزید بتایا کہ میں رکوع کی حالت میں تھا جب مجھے لاٹھیوں سے پیٹا گیا۔ ۲۴ دسمبر کو میرا طبی معائنہ ڈپٹی سرجن میڈیکو لیگل نے کیا۔ میں اس معائنے کی رپورٹ پیش کر رہا ہوں جس پر میرے دستخط ثبت ہیں گواہ نے کہا کہ اس موقع پر پولیس نے یا کسی اور شخص نے میری رومیگا گھڑی بھی چھین لی جس کی قیمت ۵۰۰/- روپے ہے آپ نے کہا کہ جب مجھے لاٹھیوں سے پیٹا جا رہا تھا۔ اُس وقت میرا جوتا میرے

(باقی صفحہ ۱۶ پر)

۵ ذی قعدہ ۱۳۸۸ھ مطابق ۲۴ جنوری ۱۹۶۹ء

دعوتِ حق کی صدائے بے باک بن جاؤ

(۱)

برائیوں کے قلعے چور چور کر دو!

حضرت مولانا عبیداللہ انور صاحب مدظلہ

الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ : امّا بعد : فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرّجیم:-
بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم:-

کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَ تُؤْمِنُوْنَ بِاللہِ۔

(س آل عمران رکوع ۱۲)

ترجمہ: تم سب امتوں سے بہتر ہو جو لوگوں کے لئے بھیجی گئیں۔ اچھے کاموں کا حکم کرتے ہو اور برے کاموں سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان لاتے ہو۔

خیرِ امّت

حاشیہ کشف الرحمٰن امّتِ محمدیہؐ کو خیرِ امّت فرمایا گیا ہے۔ جس طرح نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم افضل رسل ہیں جیسا کہ تیسرے پارے کے آخر میں گذرا کہ تمام انبیاء علیہم السلام سے آپ پر ایمان لانے اور آپ کی مدد کرنے پر عہد لیا گیا۔ پھر چوتھے پارے میں ان کے معبد یعنی کعبہ کو اول بیت فرمایا پھر شریعت محمدیہؐ کی فضیلت اور اس کو مضبوطی کے ساتھ پکڑنے کا ذکر ہوا اب اس امّت کے خیرالامم ہونے کا اظہار فرمایا۔ اس خیریت کے متعلق مفسرین کے تین قول ہیں کہ یا تو اس سے صحابہؓ مراد ہیں جیسا کہ حضرت عمرؓ کا قول ہے یا اس خیر امّت سے مراد مہاجرین ہیں جیسا کہ عبداللہ بن عباسؓ سے منقول ہے یا اس سے مراد تمام امّتِ محمدیہؐ ہے جیسا کہ عام رجحان بھی ہے کہ تمام امّتِ محمدیہؐ افضل الامم ہے۔ البتہ صحابہؓ کا قرن تمام امّت میں افضل قرن ہے۔

طبرانی نے مرفوعاً روایت کی ہے فرمایا نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جنّت کا داخلہ اس وقت تک تمام انبیاء پر ممنوع ہے جب تک میں جنّت میں داخل نہ ہو جاؤں۔ اور جب تک میری امّت جنّت میں داخل نہ ہو جائے اس وقت تک دوسری امتوں پر جنّت کا داخلہ حرام ہے۔ یعنی نبیوں میں سب سے پہلے میں داخل ہوں گا اور امم میں سب سے پہلے میری امّت داخل ہو گی۔

حضرت جابرؓ سے مرفوعاً روایت ہے فرمایا نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل جنّت کی کل صفیں ایک سو بیس ہوں گی جن میں اسّی صرف میری امّت کی ہوں گی اور باقی دوسری امتوں کی ہوں گی۔

حضرت ابوسعید خدریؓ سے مرفوعاً روایت ہے فرمایا نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میری امّت ایسی ہے جیسے بارش۔ بارش کے متعلق یہ نہیں کہا جا سکتا کہ پہلا دَور اس کا مفید اور بہتر ہو گا یا پچھلا حصہ مفید اور نافع ہو گا، یعنی بارش ہر طرح بہتر ہے۔ کبھی ابتدائی بارش پیداوار کے لئے مفید ہوتی ہے اور کبھی آخری بارش مفید اور نافع ہوتی ہے۔ اس روایت کو ترمذی نے نقل کیا ہے۔

اگرچہ اس امّت کو مختلف اعتبار سے افضلیّت حاصل ہے لیکن یہاں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی خصوصیّت کا ذکر فرمایا ہے۔ اور یہاں اس خصوصیّت کا ذکر اس لئے فرمایا کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی غرض سے اس امت میں جہاد بھی ہو گا اور منکر کو قوت و طاقت سے دبایا جائے گا منکر میں کفر و شرک، فسق و فجور اور بدعت اور رسوماتِ قبیحہ وغیرہ سب داخل ہیں۔ نیز یہ کہ اس امّت کی دعوتِ عام ہے اور تمام اہل عالم کے لئے ہے۔ یہ دو باتیں دوسری امم کو حاصل نہ تھیں۔ کسی امّت میں جہاد تھا لیکن اس کی دعوت عالمگیر نہ تھی اور کسی میں جہاد کا بھی حکم نہ تھا۔ اس امّت کی دعوت بھی عالمگیر ہے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لئے جہاد کا بھی حکم ہے۔ اگر کوئی قوم دعوتِ اسلام کا مقابلہ کرے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں رکاوٹ پیدا کرے تو اس سے جہاد کرو اور قوت سے اس کو دفع کرو تاکہ تبلیغ میں رکاوٹ نہ پیدا ہو۔ غرض یہ امّت ہر طرح امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو انجام دیتی ہے۔ خواہ تقریر و تحریر سے ہو یا تلوار سے ہو۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ساتھ تؤمنون باللہ بھی فرمایا۔ تؤمنون باللہ میں تمام احکام اسلام آ گئے۔ جیسا کہ طلحہ بن عبیداللہ کی روایت میں مرفوعاً آیا ہے کہ تم جانتے ہو۔ ایمان باللہ کیا ہے؟ — لوگوں نے عرض کیا۔ اللہ اور اس کا رسول جانتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ ایمان باللہ اس کو کہتے ہیں کہ "لا الٰہ الّا اللہ محمد رسول اللہ" کی شہادت دینا، نماز کی پابندی کرنا، زکوٰۃ دینا، رمضان کے روزے رکھنا، اور مال غنیمت میں سے پانچواں حصہ نکالنا۔ اگرچہ "تؤمنون باللہ" دوسری امتوں میں بھی تھا لیکن چونکہ یہ شریعت مکمل ہے اس لئے اس امّت کے مومنوں کو بھی ایک کمال اور برتری حاصل ہے اور یہ وجہ بھی اس امّت کی خیریت اور

بہتری کی ہو سکتی ہے۔ نیز یہ کہ خدا تعالیٰ کی وحدانیت اور شرکت کی مذمت کا جس قدر اہتمام اس امت میں ہے دوسری امتوں میں اس قدر اہتمام اور شیوع نہیں تھا۔ اس لئے اس خصوصیت کا ذکر کیا۔

خلاصہ یہ ہوا کہ یہ امت لوگوں کو نفع رسانی اور خلق کی ہدایت کے لئے عالم وجود میں آئی ہے اور یہ نفع رسانی اس کی تمام اہل عالم سے وابستہ ہے اور سب کو اچھے کام کرنے کو کہتی ہے اور بُری باتوں سے منع کرتی ہے اور اس تبلیغی سلسلے میں ہر ایک نرم اور گرم طریقہ اختیار کرتی ہے۔ البتہ اعلاء کلمۃ اللہ اور دین حق کی ترویج اور اصول اسلامی کی اشاعت میں جان تک دینے سے دریغ نہیں کرتی۔ پھر یہ کہ خود بھی ایک کامل و اکمل شریعت پہ ایمان رکھتی اور تمام احکام اسلامی پر عمل کرتی ہے، معروف کو بجا لاتی ہے اور منکر سے اجتناب کرتی ہے ـــ ان خصوصیات کی وجہ سے یہ امت محمدیہ خیر الامم اور افضل امم ہے۔

خیر امت کا فریضہ اب یہ امت چونکہ خیر امم ہے سب امتوں سے بہتر ہے اور اپنے پاس جامع و اکمل اور غیر متبدل اور اَمِٹ دستورِ زندگی بھی رکھتی ہے اس لئے ضروری ہے کہ یہ دوسروں کے لئے نمونہ اور نشانِ راہ بنے۔ چنانچہ اس کا فرض ہے کہ یہ تمام دنیا کو بہتر بننے کی ترغیب دے اور بہتر بنائے۔ خود بھی برائیوں سے بچے اور دوسروں کو بھی بچائے۔ اس امت کے افراد خود بھی اصلی، کھرے اور سچے ایماندار بنیں اور دوسروں کو بھی اپنے رنگ میں رنگ کر لائیں۔

حق کا اثر ہمارا دعوےٰ ہے کہ برائی اگرچہ پوری طرح جڑیں کیوں نہ پکڑ چکی ہو، انسان اپنی انسانیت سے کتنا ہی گذر گیا ہوں اور حق و باطل میں امتیاز کی طاقتیں کتنی ہی مردہ کیوں نہ ہو گئی ہوں حق اپنی جگہ حق ہی رہتا ہے اور اسے "اخلاص و ایمان" کے ساتھ جب بھی پیش کیا جائے اپنا اثر دکھائے بغیر نہیں رہتا۔ سخت سے سخت منکروں کے سر بھی اس کے آگے جھک جاتے ہیں۔ بڑے سے بڑے مخالف "دعوت الی الحق" کی تحریک کے سامنے سپر انداز ہو جاتے ہیں اور یہ تحریک کسی طاقت کے روکے ہرگز نہیں رکتی۔

ماضی کی شہادت آپ چودہ برس پیچھے کو نظر دوڑائیے اور دیکھئے کہ فاران کی چوٹی سے مکہ کا دُرِّ یتیم جب دعوتِ حق کی صدا لے کر اٹھتا ہے تو اس وقت دنیا کی کیا حالت تھی، اور وہ کس طرح دنیا کا نقشہ پلٹ کر رکھ دیتا ہے اور حیوانوں سے بدتر مخلوق کو انسانیت کی معراجِ کمال پر پہنچا دیتا ہے۔ پھر بھی دعوتِ حق کی قرآنی تحریک لے کر جب اس کے فیض یافتگان دنیا کے سامنے آتے ہیں تو کیونکر انقلاب برپا کرتے ہیں، اور بقول نپولین بونا پارٹ آدھی صدی میں آدھی دنیا پر اسلام کا پھریرا لہرا دیتے ہیں۔

محترم حضرات! ہمارا ایمان ہے کہ وہ دعوت جسے ہمارے آقا و مولا جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش فرمایا اور جس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشینوں نے دنیا کے کونے کونے میں پھیلایا آج بھی موجود ہے اور اس کے اندر آج بھی وہی تاثیر موجود ہے جو خیر القرون میں تھی لیکن بدقسمتی سے ہم میں فرق آ گیا ہے۔ اور ہم نے دعوتِ حق کے وہ ہتھیار ضائع کر دیئے ہیں جو کبھی ہمارا طرۂ امتیاز تھے۔

دعوتِ حق کے ہتھیار یاد رکھئے دعوت الی الحق کے لئے شجاعتِ قلب، جرأتِ لسان، زورآورِ دست و بازو اور بے پناہ قوتِ برداشت زبردست ہتھیار ہیں چنانچہ جو دعوت دینے والا ان ہتھیاروں سے مسلح ہو کر میدانِ عمل میں آئے گا کامیاب و کامران ہوگا اور منزلِ مراد بڑھ کر اس کے قدم لے گی اور جو اوصاف اور ہتھیاروں سے محروم ہوگا ناکام و نامراد ہوگا۔

دعوت کو عام کر دو برادرانِ عزیز! آج جب کہ ہر طرف بے حیائی کا دَور دَورہ ہے اور معاشرہ ہر قسم کی برائیوں اور معصیتوں کی آماجگاہ بنا ہوا ہے اسلام کے نام لیواؤں اور "خیر امت" کہلانے والوں کا فرض ہے کہ وہ دعوتِ حق کو عام کر دیں اور مذکورہ بالا ہتھیاروں سے لیس ہو کر پوری قوت کے ساتھ میدان عمل میں آ جائیں اور باطل قوتوں کا منہ پھیر کر رکھ دیں اور اس وقت تک دم نہ لیں جب تک کہ برائیوں کا خاتمہ نہیں ہو جاتا اور نیکی عام نہیں ہو جاتی۔

افسوس کا مقام کس قدر شرم و افسوس کا مقام ہے کہ آج کی دنیا میں بے حیائی اپنے شباب پر ہے، فواحش و منکرات کی فراوانی ہے، نسل انسانی کو تباہ کرنے والے آلات ایٹم بم اور ہائیڈروجن بم بنائے جا رہے ہیں، ہر قسم کی بدتہذیبی، بے ایمانی اور سخت گیری جائز ہے اور نہتے اور بے سر و سامانوں کو نشانۂ جور و ستم بنایا جاتا ہے لیکن خدا کے مقدس بندوں اور نبیوں والی تعلیم کے لئے اس دَور میں کوئی گنجائش نہیں اور خدا کی وضع کردہ شریعت بندگانِ حرص و آز کے ہاتھوں بے یار و مددگار ہوتی جا رہی ہے ـــ یہ ندامت اور ڈوب مرنے کا مقام ہے کہ ایک اجنبی مرد، ایک اجنبی عورت کے گلے میں ہاتھ ڈال کر تو ناچ سکتا ہے مگر خدائی تہذیب کے لئے دروازے بند ہیں۔

دین کی صدائے بے باک بن جاؤ برادرانِ اسلام اور اے امتِ خیر الانام! ان حالات میں جب کہ بدی اپنی معراج پر ہے، لادینیت شدومد سے پھیل رہی ہے اور دعوتِ حق کو دبانے کے لئے باطل طاقتیں پوری طرح سرگرم کار ہیں روئے زمین پر بسنے والے تمام مسلمانوں کا فرض ہے کہ دین کی صدائے بے باک بن جائیں اور اپنی آواز کو اس قوت اور جرأت و مردانگی سے بلند کریں کہ ساری کائنات کی فضا کتاب و سنت کے نغموں سے معمور ہو جائے اور برائیوں کے قلعے چور چور ہو کر رہ جائیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو نیکیاں پھیلانے، برائیوں کو مٹانے، دعوتِ حق کے ہتھیاروں سے مسلح ہونے اور اسلام کا پھریرا چار دانگ عالم میں لہرانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا اللہ العالمین۔

وما علینا الا البلاغ ـــ

★

حضرت مولانا عبداللطیف صاحب خلیفۂ مجاز حضرت شیخ التفسیر گذشتہ سال یعنی نومبر ۱۹۶۷ء میں واہ کینٹ کے درسِ قرآن کی تیسری سالگرہ کے اجتماع میں تشریف لائے تھے۔ آپ نے جو تقریر ارشاد فرمائی تھی اس کا قلمی ریکارڈ پیشِ خدمت ہے۔ (محمد عثمان غنی)

اَلحَمدُ لِلّٰہِ اَلحَمدُ لِلّٰہِ نَحمَدُہٗ وَ نَستَعِینُہٗ وَ نَستَغفِرُہٗ وَ نُؤمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیہِ ط فَنَعُوذُ بِاللّٰہِ مِن شُرُورِ اَنفُسِنَا وَ مِن سَیِّئَاتِ اَعمَالِنَا مَن یَّهدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَ مَن یُّضلِلہُ فَلَا ہَادِیَ لَہٗ ط وَ نَشہَدُ اَن لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحدَہٗ لَا شَرِیکَ لَہٗ ط وَ نَشہَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَ مَولَانَا مُحَمَّدًا عَبدُہٗ وَ رَسُولُہٗ ط صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصحَابِہٖ وَسَلَّمَ تَسلِیمًا کَثِیرًا ط اَمَّا بَعدُ فَاَستَعِیذُ بِاللّٰہِ السَّمِیعِ العَلِیمِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیمِ بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ ہ اِنَّآ اَرسَلنٰکَ شَاہِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیرًا ہ لِّتُؤمِنُوا بِاللّٰہِ وَ رَسُولِہٖ وَ تُعَزِّرُوہُ وَ تُوَقِّرُوہُ وَ تُسَبِّحُوہُ بُکرَۃً وَّ اَصِیلًا ہ (الفتح ۸-۹)

ہُوَالحَبِیبُ الَّذِی تُرجٰی شَفَاعَتُہٗ
لِکُلِّ ہَولٍ مِّنَ الاَہوَالِ مُقتَحَمٖ
رَبِّ صَلِّ وَسَلِّم دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیبِکَ خَیرِ الخَلقِ کُلِّہِمٖ

دین کی تبلیغ کرنے والوں کیلئے بشارت

برادرانِ اسلام و حضرات علمار کرام!

یہ اجتماع خالص دینی اجتماع ہے۔ اس اجتماع میں شرکت کو میں سعادت سمجھتا ہوں۔ حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ قطبِ زمان، انھوں نے اسی واہ کی کسی مسجد میں بیٹھ کر قرآن مجید کا ترجمہ لکھا تھا ——— یہ اس لحاظ سے ایک تاریخی مقام ہے۔ میں حضرت رح کا ادنیٰ خادم ہوتے ہوئے اس موقعے کو سعادت سمجھتا ہوں کہ بزرگوں کی موجودگی میں کچھ بیان کروں گا۔ اور پھر یہ قرآن مجید کے درس کے سلسلہ میں تقریب ہے، اس لئے بھی سعادت سمجھتا ہوں قرآن مجید کا ترجمہ سنانا، تبلیغ کرنی، یہ خود ایک بہت بڑی سعادت اور نیکی ہے۔ دین کا ایک وہ کام ہوتا ہے کہ جو انسان صرف اپنی ذات کے لئے کرتا ہے۔ وہ عبادت، وہ ریاضت، وہ مجاہدہ، وہ ذکر و اذکار جس کا تعلق صرف اس کی ذات سے ہے، اور دین کا ایک وہ کام کہ جس کا تعلق خلقِ خدا سے ہے ——— میں نے "خلقِ خدا" کا لفظ بولا ہے، صرف "انسان" کا لفظ نہیں کہا۔ اس لئے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ کوئی شخص دین کی طلب میں نکلتا ہے، دین کی خدمت میں جب گھر سے نکلتا ہے، دینی تعلیم، دینی تبلیغ، اس سلسلے میں جب گھر سے نکلتا ہے تو اس کے لئے ہر چیز دعا کرتی ہے۔ ہر چیز اس کے لئے دعائے مغفرت کرتی ہے حتیٰ کہ مچھلیاں پانی میں اُس کے لئے دعا کرتی ہیں۔

ہمارے اکابر کی عظمت

حضرت قاری محمد طیب صاحب، جو آج کل دارالعلوم دیوبند کے مہتمم ہیں اور بانیٔ دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا محمد قاسم رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے ہیں۔ حضرت مولانا محمد قاسم رحمۃ اللہ علیہ وہ شخصیت ہے کہ جنہوں نے دارالعلوم دیوبند کی بنیاد رکھی، کہ جب انگریز یہاں مسلط ہو گیا اور سمجھا کہ وہ تلوار کا کام ختم ہو رہا ہے ——— عارضی طور پر ——— تو کم از کم تعلیم تو جاری رہے ——— اگر سیاسی دو پیرے کام ختم ہوتے ہیں، رُکے ہیں، تو تعلیم کا سلسلہ تو جاری رہے ——— اس طرح تو دین محفوظ رہے ——— اس کام کو شروع کیا ——— حضرت مولانا محمد قاسم رح کے وارنٹ گرفتاری کے نکلے ہوئے تھے۔ تین دن آپ روپوش رہے ——— جہاد کیا تھا، جنگ لڑی تھی انگریزوں کے ساتھ ——— علمار کا ایک طبقہ ہے کہ کفر کی ہر طاقت کے ساتھ نبرد آزما ہو گیا۔ خواہ وہ مسلح طاقت ہے، خواہ غیر مسلح ——— وہ طاقت خواہ ہتھیار لے کر میدان میں آئی ہے، توپ و تفنگ لے کر آئی ہے یا لٹریچر کی طاقت لے کر آئی ہے، ہر طاقت کے مقابلے میں علماء نے جنگ لڑی اور دین کی حفاظت کے لئے وہ سامنے آ گئے ——— سینہ سپر ——— حضرت مولانا محمد قاسم رحمۃ اللہ علیہ باوجود عالم ہونے کے، ایک فوجی سپاہی کی حیثیت میں شاملی کے مقام پر دست بدستی جنگ انگریزی فوج کے ساتھ لڑی۔ اور اس فوج کے کمانڈر انچیف کون تھے؟ حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ ——— ہم کیا جانیں حاجی صاحب رح کو؟ آپ کیا جانیں حاجی صاحب رح کو؟ ——— وہ تو آنکھوں والا جانے ——— شیخ العرب والعجم حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کو کوئی کیا جانے؟ ——— وہ جانے تو قطبِ زمان حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ جانیں ——— میں اس درس میں شریک تھا ——— ملاقات کے لئے حاضر ہوا ——— حضرت رح درس علماء کو جو فرمایا کرتے تھے ——— فرمانے لگے حضرت رح! ——— کہ میں نے مکہ مکرمہ میں، مدینہ منورہ میں بڑے بڑے اولیاء اللہ کو جمع دیکھا ——— دنیا بھر کے ولی وہاں جمع ہو جاتے ہیں ——— وہ تو مرکز ہے ——— میں نے دل کی آنکھوں سے ایک ایک کو ٹٹولا، دیکھا، اور میری عادت ہے کہ جب وہاں حاضر ہوتا ہوں تو بزرگوں کی صحبت سے بھی فائدہ اٹھاتا ہوں ——— فرماتے تھے حضرت لاہوری رح کہ میں نے ایک ایک ولی کو دیکھا، اس زمانے کے ولیوں کو دیکھا، اس مقام تک کسی کو نہیں پایا جس مقام پر حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کو پایا ——— لوگ گالیاں دیتے رہیں، گالیاں دلوانے والوں نے گالیاں دلوائیں، گالیاں دینے والوں نے گالیاں دیں، لیکن اس مقام کو وہی سمجھے گا جو ولی ہوگا ——— ولی کے مقام کو کوئی ولی سمجھے گا ——— چودہ سال بیٹھ کر مسجد نبوی میں درس حدیث پاک عربوں کو دیا حضرت مولانا حسین احمد

مدنی رح نے ـــــ مسجد نبوی میں بیٹھ کر درس حدیث دینا معمولی درجہ نہیں ہے ـــــ پہلی دفعہ روضۂ اطہر کے سامنے کھڑے ہو کر جا کر درود و سلام پڑھا ـــــ جوانی کا عالم ہے، ابتداءِ عمر ہے، دیوبند کے مدرسے سے فارغ ہو کر گئے ـ اللہ ـــ استاذ بھی کون تھے؟ شیخ الہند مولانا محمود الحسن رحمۃ اللہ علیہ ـ وہ جزیرے مالٹے کے قیدی جن کے طفیل ہمیں یہ چھاؤنیاں ملیں، یہ ہتھیار ملے، یہ فیکٹریاں ملیں، یہ اُن کی قربانیوں کا نتیجہ ہے ـ آج جو یہ شکلیں مسلمانوں کی نظر آ رہی ہیں، آج جو یہاں قبضہ مسلمان کا نظر آ رہا ہے ـــ واہ فیکٹری ہمارے قبضے میں ہے ـ یہ اُن علماء کی قربانیوں کا نتیجہ ہے ـــ اُن کی روحوں کو ثواب بخشتا کرو ـ لیکن آج ہمیں ایسا دَور دیکھنا نصیب ہوا کہ آج کے لوگ پہلے بزرگوں کو گالیاں دیتے ہیں ـ انبیاء علیہم السلام کو کہتے ہیں کہ انہوں نے بڑے بڑے گناہ کئے ـ (العیاذ باللہ) میں نام اس وقت لینا مناسب نہیں سمجھتا ـ جہاں ہم مناسب سمجھتے ہیں وہاں ہم نام بھی لیا کرتے ہیں ـ ہمیں اللہ تعالےٰ نے اُس دن پیدا نہیں کیا جو ڈر والا دن تھا ـ ہم اُن بزرگوں کے شاگرد ہیں، اُن بزرگوں کے مرید ہیں جو اس طاقت سے نہیں ڈرے جس طاقت کا دعوےٰ تھا کہ ہماری سلطنت میں سورج غروب نہیں ہوتا ـ بہر صورت آج وہ دَور آ گیا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی غلطیاں نکالی جا رہی ہیں، صحابہ علیہم الرضوان پر تنقید کی جا رہی ہے، اولیاء اللہ کی تنقیص کی جا رہی ہے ـ

اصحابِ رسول ؐ کا درجہ

میرے بزرگو! بات عرض کرونگا جو چھیڑی ہے ـــــ حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بنی اسرائیل کے بہتّر فرقے ہوتے، میری اُمت کے تہتّر فرقے ہوں گے، اُن تہتّر میں سے ایک نجات پانے والا ہو گا، بہتّر دوزخ میں جائیں گے ـ اُمّت کے فرقے، کلمہ شریف پڑھنے والے ـــ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ط بہتّر آگ میں جائیں گے، ایک نجات والا ہو گا ـ آپؐ سے دریافت کیا گیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! وہ نجات والا فرقہ کون سا ہو گا؟ اس کی کیا نشانی ہے؟ فرمایا ـ مَآ اَنَا عَلَيْہِ وَ اَصْحَابِیْ ـــ جس پر میں ہوں، میرے صحابہ ہیں ـــ جو مجھے ماننے والا ہو گا، میرے صحابہ کو بھی ماننے والا ہو گا ـ آج کوئی شخص یہ کہہ کر نجات پا سکتا ہے؟ کہ میں حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کو تو مانتا ہوں لیکن صحابہؓ کو نہیں مانتا ـ یا بعض صحابہؓ کو مانتا ہوں، بعض کو نہیں مانتا ـ ترمذی شریف کی حدیث ہے (صحاح ستّہ کی کتاب ہے ترمذی شریف، بڑی کتابوں میں سے ہے) اُس میں نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث درج ہے ـ آپؐ نے فرمایا کہ جس ایمان والی آنکھ نے مجھے دیکھ لیا اس کو دوزخ کی آگ نہیں جلائے گی ـ جو مسلمان ہو گیا، اسلام قبول کر لیا، ایک وہ لوگ ہیں جو حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے زمانے میں عبداللہ بن اُبیّ کے ساتھی تھے ـــ منافق تھا وہ عبداللہ بن اُبیّ ـ اُس کی پارٹی تھی اور وہ الگ رہ گئی ـــ جو ایمان لے آیا، دل و جان سے مسلمان ہو گیا اور اس کے ایمان پر شہادت کس نے دے دی؟ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ـــ اُن کے ایمان پر گواہی دے دی ـ اللہ کے قرآن نے شہادت دے دی ـ اللہ کا قرآن جن کے ایمانوں پر گواہی دیتا ہے ـــ وَالَّذِيْنَ مَعَہٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ (الفتح ع ۲۹) یہاں پر مستثنےٰ نہیں کیا جا رہا کسی کو ـــ جتنے ساتھی ہیں آپؐ کے ـــ مَعَہٗ کا لفظ بول دیا ـــ وَالَّذِيْنَ مَعَہٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَہُمْ تَرٰىہُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰہِ وَرِضْوَانًا ز سِيْمَاہُمْ فِيْ وُجُوْہِہِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ط ذٰلِكَ مَثَلُہُمْ فِي التَّوْرٰىۃِ ج وَمَثَلُہُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ قف (الفتح ع ۲۹) یہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی ـ ان کی تم نے تعریف سُن لی قرآن مجید میں ـ کوئی یہ سمجھے کہ یہ تو خود قرآن کے جمع کرنے والے تھے انہوں نے اپنی تعریفیں اس میں درج کر دی ہیں ـــ تو فرمایا ـ ذٰلِكَ مَثَلُہُمْ فِي التَّوْرٰىۃِ ج وَمَثَلُہُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ قف اس سے پہلے جو کتابیں گذر چکی ہیں اُن کو اٹھا کر دیکھو ـــ

حضرت عمر فاروق رضؓ کی سیرتِ مطہرہ

حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے صحابہؓ جب پیدا بھی نہیں ہوئے تھے وہ کتابیں نازل ہوئی تھیں ـ ان کتابوں میں بھی اِن صحابہؓ کی تعریف موجود ـــ یروشلم شہر فتح ہو رہا ہے، مصر پر مسلمانوں کی فوجیں چڑھائی کئے ہوئے ہیں ـــ

دشت تو دشت ہیں دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے
بحرِ ظلمات میں دوڑا دئے گھوڑے ہم نے

وہ ساری دنیا میں پہنچے صحابہؓ ـــ جب بیت المقدس کا شہر فتح ہونے کو ہے، پادریوں نے کہا ہم خلیفے کو دیکھنا چاہتے ہیں، ہم بغیر لڑائی کے شہر تمہارے سپرد کر دیں گے ـ عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پیغام بھیجا سپہ سالار نے ـ کہ آپؓ تشریف لائیے بغیر لڑائی کے شہر ملے گا ـــ حضرت عمر فاروقؓ تشریف لا رہے ہیں ـــ جب وہاں پہنچے تو حضرت عمر فاروقؓ نے مہار پکڑی ہوئی تھی اونٹ کی ـ اور اونٹنی پر سوار غلام تھا ـ پادریوں نے دیکھ کر کہا کہ ہم تو شہر حوالے نہیں کریں گے ـــ سپہ سالار نے کہا "کیوں؟" ـــ کہا "یہی ہے نا خلیفہ جو اونٹ پر بیٹھا ہوا ہے؟ اس میں تو نشانیاں نہیں پائی جاتیں" سپہ سالار نے کہا "یہ خلیفہ نہیں ہے، خلیفہ نیچے ہے جس نے مہار پکڑی ہوئی ہے ـ باری باری سوار ہوتے چلے آ رہے ہیں، یہاں باری غلام کی آ گئی، اُسی حالت میں شہر میں آ رہے ہیں ـــ کوئی شان و شوکت نہیں ـــ" جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا تو پادریوں نے کہا "بالکل صحیح ہے، جو نشانیاں ہم نے توراۃ و انجیل میں پڑھیں وہ ساری پوری آ گئیں ـ ہم اب لڑائی نہیں کریں گے، شہر تمہارا، تم اس شہر کے ـ"

حضرت مسیحؑ کے صحابی کا حضرت عمرؓ کو سلام بھیجنا

کوہ حلوان کے دامن میں صحابہ اُس پہاڑ کے نیچے اذان دے رہے ہیں، ایک پتھر میں سے جواب ملتا ہے ـ جب مؤذن نے اذان پوری کر لی ـ اذان کے بعد مؤذن نے چٹان کو مخاطب ہو کے کہا ـ چٹان کے اندر سے بولنے والے! تو کون ہے؟ ہمیں اپنا تعارف کرا، ہم نے تیرا کلام سنا، لیکن تو نظر نہیں آ رہا ـ کون ہے تو بولنے والا؟ تیری آواز بڑی

پیاری ہے، تیرے جملے پیارے ہیں، تُو انسان ہمیں نظر نہیں آتا" اتنے میں پتھر پھٹا اس میں سے ایک بوڑھا سفید ریش نکلا۔ اُس نے کہا " میں عیسیٰ علیہ السلام کا صحابی ہوں — جب عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالےٰ نے آسمانوں پر اٹھا لیا، مجھے اللہ تعالےٰ نے اس پتھر میں پناہ دے دی، پتھر کے اندر چھپا دیا۔ میری طرف سے خلیفۃ المسلمین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سلام کہہ دینا" اور بھی اس نے کچھ پیغام دئے۔ اس نے تصدیق کی خلیفۃ المسلمین کی، خلیفۂ ثانی کی۔

صحابہؓ کتنے خوش نصیب تھے

بہرحال صحابہ علیہم الرضوان، قرآن مجید اُن کے بارے میں کیا ارشاد فرماتا ہے — حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک صحابی آکر بیٹھ جاتے ہیں حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے چہرۂ انور کی طرف دیکھتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اس صحابی سے پوچھ لیا کہ تُو دیکھتا ہے، بولتا نہیں؟" حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے سامنے بیٹھا ہوا ہے صحابی — حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے چہرۂ انور کو دیکھ رہا ہے — کیا دَور ہوگا وہ بھی؟ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے چہرۂ انور کی زیارت صبح شام کرتے ہوں گے — کیا خوش نصیب تھے وہ صحابہ!

فرقِ مراتب

دیکھئے شاہ عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی رحمۃ اللہ علیہ۔ جس سلسلے کے یہ سارے بزرگ بیٹھے ہوئے ہیں — قادری سلسلہ تھا حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کا — خوش نصیب واہ کینٹ والو! قادری سلسلے کا ایک چشم و چراغ تمہیں درس دیتا ہے قرآن مجید کا۔ یہ حضرت پیرانِ پیر رحمۃ اللہ علیہ کا فیض ہے۔ پھر دیوبند والے علماء بزرگوں کا فیض ہے۔ پھر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کا فیض ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت مولانا قاضی زاہدالحسینی صاحب کی عمر میں برکت ڈالے اور آپ کے علم و فیوضات میں اللہ برکت فرمائے۔ اور آپ لوگوں سب کو اللہ تعالےٰ اسی طرح فیضیاب فرماتا رہے اور اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اس دَر اور اس کوچے کا خدمت گذار رکھے — حضرت نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں صحابی بیٹھے ہیں، زیارت کر رہے ہیں —

آپ پوچھ رہے ہیں کہ بھائی! کیا دیکھتے ہو؟ اس نے کہا۔ حضور! اس وقت کوئی مطالبہ نہیں، کوئی مسئلہ نہیں، صرف آپ کی زیارت کرنا چاہتا ہوں۔ زیارت بھی ایک چیز ہے۔ اللہ کے ساتھ برابری کسی کی نہیں۔ حاجت روا، مشکل کشا اور کوئی نہیں، بیٹے دینے والا اور کوئی نہیں۔ اللہ کے علم میں برابر کوئی نہیں، اللہ کی قدرتوں میں برابر کوئی نہیں۔ لیکن جو اللہ نے مرتبہ عطا فرمایا ہے انبیاء علیہم السلام کو، وہ مرتبہ انہی کا ہے، اُن کے برابر بھی کوئی نہیں۔ پنجابی والے نے کہا ہے ؎

کچ بھی منکا، لال بھی منکا، اِکو رنگ دوہاں دا
جے کر نیتھ صراف دے آوے فرق ہے لکھ کوہاں دا

پتھر ہیں لیکن ان میں بڑے قیمتی پتھر بھی ہیں۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وجود کو بھی مٹی لگی ہوئی ہے، ابولہب کے وجود کو بھی مٹی لگی ہوئی ہے۔ ابولہب ہاشمی خاندان میں سے ہے، حضرت ابراہیمؑ حضرت اسمٰعیل علیہما السلام کی اولاد میں سے ہے۔ ابولہب — خوبصورت چہرہ ہے۔ ابولہب کو ابولہب کہتے اسی لئے تھے۔ لہب کہتے ہیں آگ کے شعلے کو، اصلی نام عبدالعزیٰ تھا۔ خوبصورت چہرے والا تھا، آگ کی طرح چہرہ بھلکتا تھا۔ اس لئے اس کو ابولہب کہتے تھے — بلالِ حبشی بھی مٹی کا — یہ کالے رنگ والا، یہ حبش کا رہنے والا، توتلی زبان والا۔ غلام ہے، غریب ہے، مار پڑ رہی ہے۔ ابوبکر صدیق رضؓ اس طرف سے گذرے — اُس کے آقا کو کہا کہ "کیوں مارتے ہو؟"
اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ
اس لئے مارتے ہو کہ کہتا ہے رب میرا اللہ ہے؟" کہا " تم آزاد کرانا چاہتے ہو اتنی رقم دے دو" رقم اتنی مانگ لی کہ شاید ابوبکر ادا نہ کرسکیں۔ ابوبکر گھر گئے۔ گھر سے پونجی لے آئے، انبار لگا دئے، ڈھیر لگا دئے پونجی کے۔ حضرت بلالؓ کو آزاد کرا لیا۔ باپ نے پوچھ لیا ابوبکر صدیق سے کہ بیٹا! کتنے میں غلام خریدا؟ فرمایا اتنے سے۔ کہا کہ اگر اتنا پیسہ خرچ کرنا

نعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

نورمحمد انور

انبیاء و مرسلینؑ میں آپؐ کا اونچا مقام
آپؐ محبوب خدا ہیں آپؐ ہیں خیرالانامؐ
ساری دنیا جا رہی تھی راہِ کفر و شرک پر
آپؐ نے آکر دیا رُشد و ہدایت کا پیام
آپؐ کی تبلیغ سے اِک غلغلہ برپا ہوا
ذکرِ حق ہونے لگا ہر سُو جہاں میں صبح و شام
کر دیا روشن دلوں کو آپؐ ہی کی ذات نے
اللہ اللہ کس قدر ہے آپؐ کا فیضانِ عام
آپؐ ہیں ختم الرسلؐ، فخرِ رسلؐ، شاہِ اُممؐ
آپؐ ہی ہیں نوعِ انسانی کے لاثانی امام
آپؐ کے ساتھی ہدایت کے ستارے ہیں سبھی
اقتدا کی جس نے ان کی ہے وہی ذی احتشام

★

تھا، اتنی رقم خرچ کرنی تھی کثیر تو پھر کوئی تگڑا غلام خرید کے لاتا، کوئی خوبصورت غلام ہوتا، کوئی عربی زبان والا غلام ہوتا۔ یہ زخم خوردہ غلام، مار کھا کھا کے چھالے ہوئے ہوئے، سوکھا ہوا غلام، کالے رنگ والا۔ حبشی زبان والا۔ توتلی زبان والا غلام خرید لایا۔ پیسے اتنے خرچ کر دئے۔ فرمایا ؎

جمادے چند دارم جاں خریدم
بحمد اللہ عجب ارزاں خریدم

صدیق اکبرؓ فرماتے ہیں۔ میں نے تو چند ٹھیکریاں دی ہیں، جان خریدی ہے الحمد للہ بڑی سستی خریدی ہے۔ اس کی قیمت تو دنیا میں کوئی چیز نہیں بن سکتی۔ سارے جہاں کا خزانہ ایک طرف رکھا جائے، ساری دنیا کا سونا چاندی ایک طرف رکھ دیا جائے پھر بھی بلال حبشی کے ایمان کی قیمت نہیں"۔۔۔ اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَ اَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ (التوبہ ۱۱۱) اس کی قیمت تو اللہ نے جنت بنائی ہے۔

توحید اور رسالت کا خلاصہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم معراج شریف کی رات جنت کی سیر فرما رہے ہیں ؎

سبق ملا ہے معراجِ مصطفےٰؐ سے مجھے
کہ عالمِ بشریت کی زد میں ہے گردوں

آج لوگوں کو یہ مسئلہ سمجھ نہیں آتا۔ انبیاء علیہم السلام بیشک آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں، سب نبیوں میں سے پہلے نبی ۔۔۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں اوّل بھی ہوں، آخر بھی ہوں ۔۔۔ اوّل کس طرح؟ مجھے اللہ نے نبوت اس وقت دے دی جب آدم علیہ السلام مٹی اور پانی کے درمیان تھے۔ میری روح کو سب نبیوں سے پہلے نبوت ملی۔ اس لئے میں اوّل، آخر کس طرح؟ کہ پیدا مجھے اللہ نے سب نبیوں کے آخر میں کیا ۔۔۔ فرمایا۔ قیامت کے میدان میں اٰدَمُ وَ مَنْ دُوْنَہٗ تَحْتَ لِوَائِیْ وَ بِیَدِیْ لِوَاءُ الْحَمْدِ ط آدم علیہ السلام اور ان کے سوا تمام انبیاء میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے، میرے ہاتھ میں جھنڈا حمد والا ہوگا وَلَا فَخْرَ۔ اور مجھے اس پر فخر نہیں ۔۔۔ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں تمام انبیاء علیہم السلام، پہلے نبی جو پیدا ہوئے دنیا میں تو حضرت آدم علیہ السلام ہیں جو سارے انسانوں کے باپ ہیں، لیکن یاد رکھو! دنیا میں کوئی انسان مرتبے میں انبیاء کے برابر نہیں ہو سکتا۔۔۔ علماء دیوبند نے لکھ دیا کہ وہ نورٌ بھی ہیں اور نورٌ بھی ایسا نورٌ ہیں کہ فرشتے بھی ان کے نور کا مقابلہ نہیں کر سکتے، آدم علیہ السلام کی اولادؑ ہیں، انسان ہیں سارے نبی، اُن کے انسان ہونے کا انکار کریں تو قرآن کا انکار ہے، کلمۂ شہادت کا انکار ہے۔ انسان ہوتے ہوئے اللہ نے ان کی روح کو ایسا نورانی بنایا ہے، ذات اُن کی انسان ہے، صفت ان کی نورٌ ہے۔ اور وہ ایسے نور ہیں کہ جا کر جبرئیل امین جہاں پر رُک گئے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم اُس سے بھی آگے گذر گئے، ہاں اللہ تعالیٰ کے وجود کا ٹکڑا کوئی نہیں بن سکتا۔ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ ۵ نہ اللہ کسی میں سے پیدا ہوا نہ اُس کے وجود میں سے کوئی پیدا ہوا۔ خالق ایک ہے، باقی تم مخلوق۔۔۔ اور مخلوق میں سے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا درجہ فائق۔۔۔

حضرت بلالؓ کا رُتبہ

جنّت کی سیر فرما رہے ہیں، کسی کے قدموں کی کھٹکار ہے۔ معراج شریف کی رات ہے ؎

دونو عالم ہیں نورٌ علیٰ نور کیوں؟
کیسی رونق فزا آج کی رات ہے
باغِ عالم میں بادِ بہاری چلی
سرورِ انبیاءؑ کی سواری چلی
یہ سواری سوئے ذاتِ باری چلی
عید کا دن ہے یا آج کی رات ہے؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جنّت کی سیر فرما رہے ہیں، آپؐ کے آگے آگے کسی کے قدموں کی کھٹکار ہے، جوتوں کی کھٹکار ہے۔ پوچھا "یہ کس کی کھٹکار ہے؟ آدمی تو کوئی نظر نہیں آتا"۔۔۔ جواب ملا کہ "آپؐ کا غلام ہے بلالِ حبشی"۔ فرمایا۔ "کیا وہ جنت میں پہنچ گیا؟ ابھی تو فوت بھی نہیں ہوا اور معراج میرے علاوہ کسی دوسرے کو نصیب نہیں ہوئی"۔ (یہ معراج جو آج محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نصیب ہوئی ہے) جواب ملا کہ "آپؐ کا غلام مکّے کی گلیوں میں چلتا ہے ۔۔۔ چلتا تو مکّے کی گلیوں میں ہے، اس کے قدموں کی کھٹکار بہشت میں آتی ہے"۔۔۔ ابو لہب بھی مٹی، بلال بھی مٹی کا بنا ہوا، لیکن درجہ جدا جدا۔ مت کہو سارے برابر ہیں۔

معجزاتِ انبیاء برحق ہیں

یہاں ایک بات تھوڑی سی یہ بھی عرض کر دوں۔ اللہ تعالےٰ نے ہر زمانے میں انبیاء علیہم السلام بھیجے۔ مُرسل بھیجے اور ان کو معجزے دئے، جیسی ضرورت تھی معجزے دئے۔۔۔ موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں جادوگروں کا زور تھا، ان کو ایسا معجزہ دیا جو جادوگروں کو شکست دینے والا تھا۔ آج معجزات سے بھی انکار ہے۔۔۔ آج حدیث سے انکار ہے ۔۔۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو معجزے دئے، کس کے مقابلے میں؟ جادوگروں کے مقابلے میں ۔۔۔ جادوگر پھر شکست کھا گئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو معجزے دئے حکیموں، ڈاکٹروں کے مقابلے میں ۔۔۔ عیسیٰ علیہ السلام کوڑھ کی بیماری والے کے بدن پر ہاتھ پھیرتے ہیں، تندرست ہو جاتا ہے، اندھا مادرزاد بینا ہو جاتا ہے۔ ہاتھ پھیرتے ہیں بینا ہو جاتا ہے۔ مُردے کے سرہانے کھڑے ہو کر کہتے ہیں قُمْ بِاِذْنِ اللّٰہِ ط وہ زندہ ہو جاتا ہے۔ کہنا ان کا کام تھا، اس میں روح ڈالنی اللہ کا کام تھا۔۔۔ ہر نبی کو اللہ نے معجزے دئے۔ جیسی ضرورت تھی۔ لیکن ؏

آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

جو صفت ایک ایک نبی کو اللہ نے دی تھی، وہ صفتیں ساری محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اللہ نے جمع فرما دیں ۔۔۔ ہمارے بزرگ دیوبند والے مولانا محمد قاسم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مُردوں کو زندہ کیا، مُردے کے ساتھ تو یوں بھی رُوح کا من وجہ ایک تعلق ہے۔ اور ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے لکڑیوں میں جان ڈالی ہے معجزانہ طور پر، وہ لکڑی، ستون، وہ اُستنِ حنّانہ روتا ہے، گفتگو کرتا ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے حیوانوں سے باتیں کیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حیوانوں سے

باتیں کیں۔ مدینے شریف سے باہر تشریف لے گئے ایک دفعہ۔ ایک اونٹ دوڑا ہوا آیا۔ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے آگے آکے سر ڈال دیا۔ شور کرتا ہے، بڑبڑاتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ماتھے پر ہاتھ پھیرتے ہیں — فرماتے ہیں (حضور صلی اللہ علیہ وسلم) "اس اونٹ کا مالک کون ہے؟" کسی نے جواب دیا کہ "میں اس کا مالک ہوں"۔ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ "یہ اونٹ تیری شکایت کر رہا ہے۔ کہتا ہے میرا مالک مجھے چارہ کم ڈالتا ہے، مجھ سے کام زیادہ لیتا ہے"— حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ فرمایا تو اُس اونٹ کے مالک نے کہا کہ "حضورؐ! آئندہ یہ شکایت آپؐ کے پاس نہیں پہنچے گی"۔ سچ کہا۔ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ (الانبیاء ع۷) حضرت سلیمان علیہ السلام ہوا کے ساتھ اُڑتے تھے، تخت ان کا اُڑتا تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی آج معراج شریف کر رہے ہیں — اور کہاں تک پہنچتے ہیں؟ جہاں روس کا راکٹ نہیں پہنچے گا۔ جہاں امریکہ بھی نہیں پہنچے گا — قیامت تک نہیں پہنچیں گے۔ ہر زمانے میں ضرورت کے مطابق معجزے دئے اللہ نے اپنے نبیوں کو — حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کا زمانہ چونکہ قیامت تک تھا، یہ خاتم الانبیاء والمرسلین تھے آئندہ جو ایجادات اور ترقیاں ہونے والی تھیں، وہ سب ترقیوں کو مات کر دیا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے — یہ علمی دور تھا، علمی ترقی کا دور تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو ایک تو علمی معجزہ دیا — قرآن مجید — جس کے درس کے سلسلے میں آج تقریب ہو رہی ہے۔ آپ کو ایسی کتاب دی، قرآن مجید دیا ایسا معجزہ دیا کہ آج بھی قرآن مجید چیلنج کرتا ہے کہ کوئی میرے مقابلے میں آئے — دلیل پیش کرے، کوئی اس جیسی سورت لے آئے — اور پھر سائنس کی ترقی بھی — سائنس نے ترقی کرنی تھی — اللہ تعالےٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ معجزہ دے دیا کہ سائنس والے کتنی بھی ترقی کریں، وہاں تک نہیں پہنچ سکتے، جہاں تک محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) پہنچے۔ پھر یہ سائنس کی ترقی تو خود ثبوت مہیا کر رہی ہے حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی معراج کے لئے۔ کہ آج سے پہلے وہ لوگ مانتے، وہ لوگ دعویدار تھے کہ اوپر کوئی نہیں جا سکتا، اب خود تسلیم کر رہے ہیں۔ اور جانے کے دعویدار بن رہے ہیں۔

صحابہؓ کی تمنا

بہرصورت بات ذرا طویل ہوگئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے وہ صحابی بیٹھے ہوئے ہیں اور کہتے ہیں کہ "حضورؐ! میں صرف آپؐ کی زیارت کرنا چاہتا ہوں، اور اس لئے بھی کہ آج زیارت کر لوں۔ قیامت کو آپؐ کا مقام مقامِ محمود ہوگا، جنت میں اونچا مقام ہوگا۔ وہاں نامعلوم ہمیں موقع ملیگا جانے کا کہ نہیں ملے گا۔ یعنی آپؐ کے بلند مقام میں کوئی داخل ہونے دے گا کہ نہیں، زیارت ہوگی کہ نہیں، یہاں جی بھر کے دیکھ لوں"۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے اُس کے جذبۂ صادق کو دیکھ کر۔ قرآن مجید کی آیتیں اُتر گئیں۔ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ۝ (النساء ع۹) کہ گھبراؤ نہیں، جو اللہ اور رسول کی تابعداری کرے گا قیامت کو ان کے ساتھی ہم بنائیں گے کہ جن پر ہمارے انعام ہوئے، مرتبے اپنے اپنے ہوں گے، ملاقاتوں سے رکاوٹ نہیں ہوگی — ان کے ساتھ۔ یہاں بھی مَعَ کا لفظ بولا۔ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ، وہاں بھی مَعَ کا لفظ بولا۔

اہل سنّۃ والجماعۃ کون ہیں؟

انعام یافتہ لوگ کون ہیں؟ — مِنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ۝ نماز میں ہم کیا پڑھتے ہیں؟ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ یا اللہ! ہمیں اس راہ پر چلا جو راہ مستقیم راہ ہے۔ سیدھی راہ پر چلا۔ وہ سیدھی راہ کون سی ہے؟ کیا پتہ چلے؟ ہر کوئی دعویدار ہے میری راہ سیدھی ہے۔ فرمایا۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۝ سیدھی راہ اُن لوگوں کی جن پر تُو نے انعام کیا۔ اور انعام کن پر ہوا ہے؟ مِنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ۝ اب سمجھ آیا مطلب اس کا؟ کہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ ایک فرقہ نجات پانے والا ہوگا۔ جو میرے اور میرے صحابہ کو بھی مانے گا — نماز میں کیا سکھایا؟ سیدھی راہ کون سی ہے؟ نبیوں کی، صدیقوں کی، شہیدوں کی، صالحین کی، جو ان کی راہ پر چلے گا وہ راہ سیدھی ہوگی۔ اسی کو کہتے ہیں اہل سنت والجماعت' حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سنت کو بھی ماننے والے، والجماعۃ۔ اور صحابہؓ کی جماعت کو بھی ماننے والے، اُن کے طریقے کو بھی درست ماننے والے۔

حضرت مدنیؒ اور حضرت لاہوریؒ کا ذکر خیر

حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے چودہ سال بیٹھ کر مسجد نبوی میں درس دیا۔ تو سب سے پہلے جو روضۂ اطہر پر حاضر ہوئے، درود و سلام پڑھا، تو قبر شریف کے اندر سے جواب آیا — حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے روضۂ پاک کے اندر سے، کہ وَعَلَيْكَ السَّلَامُ يَا وَلَدِیْ، اے میرے بیٹے تجھ پر بھی سلامتی ہو۔ یہ وہ بزرگ ہیں، حضرت مولانا محمد قاسم رحمۃ اللہ علیہ جنھوں نے دارالعلوم کی بنیاد رکھی، تین دن روپوش رہے، انگریزوں نے وارنٹ گرفتاری کے نکالے، تین دن کے بعد باہر نکل آئے۔ کسی نے کہا "حضرت! ابھی تو پکڑنے والے پھر رہے ہیں"۔ فرمایا۔ "تین دن سے زیادہ روپوش رہنا، یہ حضورؐ کی سنت سے ثابت نہیں ہے — حضورؐ تین دن غار میں رہے تھے — بس۔ پکڑنا نہ پکڑنا اس لئے نہیں روپوش ہوئے تھے۔ سمجھا گئے۔ اس لئے نہیں چھپا کہ جان بچانے کے لئے بلکہ اس لئے کہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سنت ہے — اللہ — اللہ — سنت کی قدر جاننے والے — حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی محبت کو جاننے والے — ہمیں تو جو کچھ ملا اُن بزرگوں سے ملا۔ میری پہلی بیعت حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے ہے۔ پھر حضرتؒ کی وفات کے بعد حضرت لاہوریؒ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہونے کا موقع اللہ نے نصیب فرمایا جن کی کی قبر کی مٹی خوشبودار ہوئی۔ کسی

بزرگ کی کوئی نشانی اللہ ظاہر کرتا ہے، کسی کی کوئی۔ یہ نہ سمجھنا جس ولی کی قبر کی مٹی خوشبودار نہ ہو، اس کو ولی نہ سمجھو۔ نہیں۔ کسی کی اللہ کوئی نشانی کسی کی کوئی کرامت ظاہر کرتا ہے، یہ اللہ تعالےٰ کی شان ہے۔ ؎

گلہائے رنگ رنگ سے ہے رونقِ چمن

اللہ تعالیٰ کی رضا کا اشارہ

میرے دوستو! بزرگو! بات بس اتنی ہے۔ کہ مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے جو آج کل مہتمم ہیں انہوں نے اس حدیث کی تشریح فرمائی۔ وہ حدیث بیان کی تھی ابتداء میں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو دین کی خدمت میں نکلتا ہے۔ دین کی تعلیم و تعلم، تبلیغ میں ہر چیز اس کے لئے مغفرت کی دعا کرتی ہے حتیٰ کہ مچھلیاں پانی میں اس کے لئے دعا کرتی ہیں۔ قاری طیب صاحب نے اس کا فلسفہ بیان کیا کہ خاص طور پہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے مچھلیوں کا کیوں ذکر کیا — وہ فرماتے ہیں کہ یہ اس لئے کہ مچھلیوں کی زندگی کا مدار پانی پہ ہے، اور پانی اللہ تب برساتا ہے کہ اللہ خوش ہوتا ہے بندوں پر۔ اور خوش تب ہوتا ہے کہ جب دین کی تعلیم اور تبلیغ شروع ہوتی ہے — دوسری عبادتیں جو ہیں وہ اپنی ذات تک ہیں اور تبلیغ کا تعلق خلقِ خدا سے ہے — میں نے عرض کیا تھا کہ میں نے خلقِ خدا کا ذکر کیوں کیا — اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ہم نے آپؐ کو بھیجا ہے شاہد اور مبشر اور نذیر بنا کر تاکہ تم اللہ اور رسولؐ پر ایمان لاؤ (ترجمہ سنا رہا ہوں) — وَتُعَزِّرُوْهُ، اور تم اس کی مدد کرو اور اس کی عزت کرو اور تسبیح پڑھو اللہ کی صبح اور شام — دین کی مدد کرنی، جہاں دین کو نقصان کوئی پہنچا رہا ہو، اس دین کی حفاظت کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔

دعا اللہ تعالےٰ ہمیں دین کے سچے خادموں میں بنائے، مجھے اور آپ سب کو اللہ تعالیٰ دین کے خادموں میں شمار فرمائے اور عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

★

صحابۂ کرامؓ کا سب سے بڑا مقصد رضائے الٰہی کا حصول تھا

از: استاذ العلماء حضرت مولانا سید حامد میاں مدظلہٗ مہتمم و شیخ الحدیث جامعہ مدنیہ لاہور : مرتبہ، محمود احمد عارف ہوشیارپوری

ایک صحابیؓ سے ان کے صاحبزادے نے یہ سوال کیا کہ "میں دیکھتا ہوں کہ آپ ہر دن یہ دعا کرتے ہیں کہ اے خدا! میرے بدن میں تو عافیت قائم رکھ...... میرے کانوں میں بھی عافیت قائم رکھ...... الٰہی! میری آنکھوں میں عافیت قائم رکھ۔ یہ گویا تین دعائیں ہیں۔

صاحبزادے کا مقصد یہ تھا کہ معلوم کریں کہ یہ دعا جو والد صاحب ہر روز تین دفعہ صبح اور تین دفعہ شام کو پڑھتے ہیں کس نے ذمہ لگائی ہے۔ خود بنائی ہے یا کوئی اور وجہ ہے؟ صحابی (یعنی اس کے والد) نے جواب دیا کہ بیٹے! میں نے جناب رسالتمآب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان کلمات کے ساتھ دعا کرتے ہوئے خود سنا ہے۔ اور میں پسند کرتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق پر عمل کروں۔ گویا یہ جواب دیا کہ میرا مقصد اس دعاء سے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ سرکار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنی مجھے بہت پسند ہے۔ یہ دعائیں صرف سنتِ نبویؐ کے باعث کر رہا ہوں۔

اور حقیقت بھی یہی ہے کہ صحابہ کرامؓ ہر کام رضائے خدا کو مدِنظر رکھ کر کرتے تھے اور انہیں یہ یقین تھا کہ کہ نبئ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل پیرا ہونے سے ہمیں یہ دولت (رضاء الٰہی) حاصل ہو جائے گی۔

صحابہ کرامؓ کا سب سے بڑا مقصد رضاء الٰہی کا حصول تھا وہ اس کے لئے ہر وقت کوشاں رہتے۔ قرآن حکیم میں ہے۔ کہ صحابہ کرامؓ رکوع کرتے تھے سجدہ کرتے تھے۔ یہ سب کچھ اللہ کی رضاء کے لئے ہی کرتے تھے — يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعا میں (جسے صحابیؓ ہر دن تین بار اور تین بار شام پڑھتے تھے) کانوں کو مقدّم کیا گیا ہے۔ کانوں کی عافیت کی دعا آنکھوں سے پہلے طلب کی گئی ہے۔ یہ اس لئے کہ کان آنکھ سے زیادہ کارآمد ہیں — انسان آنکھوں کی بہ نسبت کانوں سے زیادہ کام لیتا ہے۔ کان سے آدمی سننے میں روشنی کا محتاج نہیں، اندھیرے میں بھی کان سے کام لیا جا سکتا ہے، اس کے ذریعہ سے سنا جا سکتا ہے، کان سے کام لینے کے لئے رُخ پھیرنا بھی ضروری نہیں، رُخ پھیرے بغیر بات سنی جا سکتی ہے، بخلاف آنکھ کے۔ کہ بغیر روشنی کے اس سے کام نہیں لیا جا سکتا، روشنی نہ ہو تو آنکھ سے کوئی چیز نہیں دیکھ سکتے۔ آنکھ سے کام لینے کے لئے اس طرف رُخ پھیرنا بھی ضروری ہوتا ہے۔ کیونکہ اس کے بغیر دیکھا نہیں جا سکتا۔ ایک انسان آنکھوں کی بہ نسبت کانوں سے زیادہ معلومات حاصل کر سکتا ہے۔ قرآن کریم میں بھی کانوں ہی کو مقدّم فرمایا گیا ہے۔ ارشاد ہے اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ.. الخ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ کلمات قرآن کریم کے عین مطابق ہے — قرآن میں بھی یہی ترتیب رکھی گئی ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایمان کے بعد عافیت سے بڑی چیز (نعمت) کوئی نہیں۔ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد بالکل برحق ہے کسی کو ہر طرح کی راحتیں میسّر ہوں مگر وہ بیمار ہو تو گویا کچھ بھی نہیں — عافیت نصیب نہ ہو تو دنیا کے لذائذ و تمتعات سے آدمی کبھی بھی لطف اندوز نہیں ہو سکتا۔ زندگی بغیر عافیت کے سراسر مصیبت ہے۔ اگر کسی انسان کو کچھ بھی میسّر نہیں مگر عافیت کی دولت نصیب ہے تو وہ خوش قسمت ہے۔ عافیت کا مطلب ہے بے فکری، پریشانیوں سے آزاد ہونا، دل کا مطمئن ہونا، غم و آلام سے پناہ میں رہنا۔

★

مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب کا واہ کینٹ میں

درسِ قرآن

منعقدہ ۲۴ ستمبر ۱۹۶۷ء

مرتبہ محمد عثمان غنی بی اے

(۳)

میرے بزرگو! میں نے ابھی ربط عرض کیا۔ سورتِ ہود میں اللہ تعالےٰ عزاسمہٗ نے پہلی قوموں کو، ان تمدنوں کو، اُن تہذیبوں کو بیان کیا، ان اطوار زندگی کو بیان کیا جو اس وقت موجود تھے۔ جب اللہ تعالیٰ نے ان میں نبی مبعوث کئے تو انہوں نے بجائے اس کے کہ نبی کی بات کو قبول کر لیتے۔ انبیاء کی بات کے ساتھ ٹکرّ لی۔ اس کا نتیجہ کیا نکلا؟ وہ ساری کی ساری قومیں تباہ ہو گئیں۔ کوئی قوم دنیا سے بالکل مٹ گئی اور ان کے وقت کے جو انبیاء تھے وہ اپنی قوموں کو چھوڑ کر جیسا کہ قرآن مجید میں آتا ہے جگہ جگہ، نبیوں کے متعلق آتا ہے وَ تَوَلّٰی عَنْھُمْ۔ انبیاء علیہم السلام نے جب قوموں کی تباہی کا منظر دیکھا تو ان سے پیٹھ دے کر چلے گئے — کہاں چلے گئے؟

بعض ہمارے علمائے تفسیر نے اور علمائے تاریخ نے لکھا ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی قوموں کی تباہی کے بعد پھر اس علاقے کو بھی چھوڑ جاتے تھے کیونکہ جن علاقوں پر خدا کا عذاب نازل ہو جاتے وہاں پر میرے بزرگو! صدیوں تک پھر رحمتیں نازل نہیں ہوتیں (اللہ تعالےٰ میرے اور آپ کے گھروں کو عذابوں سے محفوظ رکھے) جہاں اللہ کا عذاب نازل ہوا پھر صدیوں تک، قرنوں تک وہاں پھر رحمتیں نازل نہیں ہوتیں۔ سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر ہوا وادیٔ حجر پر، قوم صالح جہاں پر تباہ ہوئی (علیہ الصلوٰۃ والتسلیم)، صحابہ کرام نے وہاں سے پانی لیا، آٹے گوندھے۔ حضورِ انور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ یہ آٹا مت کھاؤ، یہ گوندھا ہوا آٹا اپنے اونٹوں کو ڈال دو، نکلو یہاں سے — اس کنوئیں میں ابھی تک عذاب کے آثار ہیں۔ (مسلم کی حدیث ہے) (اور میرا خیال ہے بخاری میں بھی ہوگی۔ مسلم میں تو میں نے خود دیکھی ہے) یعنی صالح علیہ السلام کی قوم جہاں تباہ ہوئی وادیٔ حجر میں وہاں حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ایک دن پڑاؤ کیا۔ صحابۂ کرام رضؓ نے وہاں سے پانی لیا اور آٹے گوندھے، حضورِ انور نے فرمایا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ یہ آٹے مت کھاؤ — آج ہم کہتے ہیں۔ "جی نماز کو دل نہیں چاہتا" بھائی دل کیسے چاہے؟ جو کھانا کھایا اس میں کیا تھا؟ پتہ نہیں کتنے عذابوں سے نکل کر کے وہ آیا تھا؟ میں تو ہمیشہ عرض کرتا رہتا ہوں کہ اپنے آپ کو محفوظ رکھنا چاہئے، اپنے آپ کو بچانا چاہئے، اپنے ایمان کی خیر منانی چاہئے، ہم کسی پر شکوہ نہیں کرتے۔ نہ کرنا چاہئے — ہم تو گنہگار ہیں۔ اللہ تعالےٰ ہمارے اور آپ کے گناہوں کو معاف فرمائے لیکن کوشش یہ کی جائے کہ جو لقمہ میرے پیٹ میں جا رہا ہے یہ کسی عذاب میں تو نہیں ملوث ہو کر آیا؟ جو میں نے لباس پہنا ہے، یہ کسی عذاب کی دعوت تو نہیں دے رہا؟ جس کوٹھی میں میں لیٹا پڑا ہوں یہ کوٹھی کیسی ہے؟ عذاب کو تو نہیں بلا رہی؟ اگر ایسی ہی کیفیت ہو تو بھائی پھر تو رحمتیں نہیں آتیں، پھر تو عذاب ہی آتا ہے۔ تو حضورِ انور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا اپنی امت سے، صحابہ کرام رضؓ سے کہ یہ آٹے مت کھاؤ، یہ گوندھے ہوئے آٹے اونٹوں کو ڈال دو اور نکلو اس وادی سے — اور ساتھ ہی وجہ بیان فرمائی کہ اس وادی میں، اس پانی میں ابھی تک عذاب کے آثار باقی ہیں — ابھی تک — امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے تک — اور پھر میں اور عرض کردوں — اب بھی باقی ہیں — اس وقت بھی باقی ہیں —

جو دوست حج کو تشریف لے جاتے ہیں وہاں، وہاں پر ایک وادیٔ محسّر ہے ایک وادیٔ عرنہ ہے۔ فرمایا ان دونوں وادیوں میں قیام نہ کرو۔

حدیثوں میں آتا ہے آج تک یہ مسئلہ ہے اور قیامت تک رہے گا۔ کہ جب تم عرفات کے میدان میں پہنچو، مزدلفہ اور منیٰ کے میدان میں پہنچو تو نہ وادیٔ عرنہ میں ٹھہرو اور نہ وادیٔ محسّر میں ٹھہرو۔ وہاں پر اصحاب فیل پر ابابیل نے پتھر برسائے تھے، آج تک عذاب ہو رہا ہے۔ جو حاجی حج کو جاتے ہیں پوچھ لو وہاں کھڑا ہونے دیتے ہیں؟ ممکن ہے انہیں پتہ نہ ہو لیکن مسئلہ یہی ہے۔ نہ وادیٔ محسّر میں کھڑے ہوں نہ وادیٔ عرنہ میں کھڑے ہوں، قیام نہ کریں، خیمے وغیرہ نہ لگائیں۔ آج تک وہاں پر عذاب نازل ہو رہا ہے — جن لوگوں نے خانہ کعبہ پر چڑھائی کی تھی، مسجدوں کو گرانے والے، رب العالمین کی تعمیروں کو ڈھانے والے، کیا وہ سمجھتے ہیں کہ عذاب سے محفوظ رہ سکتے ہیں؟ آج تک وہاں عذاب ہو رہا ہے۔ قرآن کی شہادت ہے۔ حدیثوں کی شہادت ہے — اور امام الانبیاء جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت ہے۔ آپؐ فرماتے ہیں کہ وہاں پر کوئی حاجی کبھی بھی نہ کھڑا ہو۔ چنانچہ منع کیا گیا اور آج تک وہاں حجاج لوگ نہیں ٹھہرتے۔ حاجیوں کو وہاں کھڑا ہونے سے روکا گیا۔

تو میں عرض یہ کر رہا تھا کہ پہلی قوموں نے اپنے اپنے انبیاء علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے ساتھ ٹکرّ لی اور ٹکرّ کیوں لی؟ نبیوں نے جو چیزیں پیش فرمائی تھیں وہ نورِ وحی تھا اور نورِ وحی کے مقابلے میں انہوں نے اپنی رائے کو پیش کیا، اپنی رائے کو ترجیح دی، نبیوں کی باتوں کو ٹھکرایا۔ عذاب الٰہی کا شکار ہو گئے۔ تو سورۃ ہود میں ان واقعات کو رب العالمین عزاسمہٗ نے اجمالی طور پر بیان فرمایا۔ جس کو پڑھ کر امام الانبیاء رحمتِ دو عالم جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں شَیَّبَتْنِیْ سُوْرَۃُ ھُوْدٍ۔ مجھے ہود کی تلاوت نے بوڑھا

کر دیا۔ جب سورتِ ہُود پڑھتا ہوں، سوچتا ہوں، دیکھتا ہوں۔ پہلی قومیں تباہ ہوئیں تو اس ہیئت کو، اس وحشت کو، اس عذابِ الٰہی کو دیکھ کر، سوچ کر میں بوڑھا ہو جاتا ہوں، میری طبیعت میں بڑھاپا آ گیا، میرے بال سفید ہو گئے۔

تو میرے بزرگو اور میرے دوستو! سورتِ ہُود کا ربط سورتِ یونس کے ساتھ یہ ہے کہ سورتِ یونس کے آخر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو صبر کا حکم دیا گیا۔ آپؐ کی وساطت سے امت کو، اور سارے انسانوں کو حکم دیا گیا۔ وَاتَّبِعْ مَا یُوحیٰٓ اِلَیْکَ ـــ سورتِ ہُود میں اُن مثالوں کو پیش کیا، ان تاریخی حقیقتوں کو اجمالی طور پر پیش کیا جو جھٹلائی نہیں جا سکتیں۔ آج آثارِ قدیمہ جن کی تباہی پر مرثیے پڑھ رہے ہیں اور قیامت تک مرثیے پڑھتے چلے جائیں گے۔

اس تمہید کے بعد میں چاہتا ہوں۔ کچھ تھوڑا سا ترجمہ اور تشریح ہو جائے تو بہتر ہی ہے۔ ارشاد فرمایا۔

الٓرٰ قف ـــ یہ حروفِ مقطعات میں سے ہیں۔ جیسے کہ پہلے بھی عرض کیا جا چکا ہے ان کا معنیٰ اور مطلب اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں اور یہ جن سورتوں کے شروع میں لائے جاتے ہیں، اشارہ اِدھر ہوتا ہے کہ جس طرح تم اِن حروف کا معنیٰ نہیں سمجھتے مگر پھر بھی تم مانتے ہو کہ یہ خدا کا کلام ہے۔ ہر کلام کا معنیٰ سمجھنا ضروری نہیں ہوتا۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ حروفِ مقطعات کے معنی سمجھنے چاہئیں تو پھر جو بعض لوگ قرآن مجید کے معانی نہیں سمجھتے تو کیا ان کا ایمان نہیں ہوگا؟ دنیا میں تو ۹۰ فیصدی نہیں، ۹۹ فیصدی نہیں، بلکہ ہزار میں سے دو تین آدمی ہوں گے جو قرآن مجید کے معانی اور معارف کو سمجھتے ہیں باقی سب مجھ جیسے طالب علم ہیں یا جانتے ہی نہیں ہیں، تو کیا اُن کا ایمان مستحکم نہیں ہوگا؟ قرآن مجید کو اللہ کی کتاب سمجھنا ایمان کے لئے یہ کافی ہے۔ باقی قرآن کا ترجمہ، قرآنی معارف، قرآنی تفسیر یہ ازدیادِ ایمان کا سبب ہے۔

الٓرٰ قف یہ حروفِ مقطعات میں سے ہیں۔ یعنی اس کا مطلب، اس کی مراد، اس کا صحیح معنیٰ اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے جس نے نازل کیا اس کتاب کو یا وہ جانے جس پر نازل کی گئی یہ کتاب ـــ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں اور آپ اس کا معنیٰ جاننے کے مکلف نہیں ہیں کہ خواہ مخواہ ہم اس کو کریدتے پھریں، اس کا پوسٹ مارٹم کریں کہ کیا معنیٰ ہے۔ بس اللہ جانتا ہے اس کا کیا معنیٰ ہے ـــ اور نازل اس لئے فرمایا کہ اے مسلمانو! جس طرح تم الٓرٰ کا معنیٰ نہ سمجھنے کے باوجود اس کو اللہ کا کلام سمجھتے ہو، آگے اس سورت میں جو حقیقتیں آنے والی ہیں، جو تاریخی واقعات ہیں، ہو سکتا ہے تمہارے ناقص عقول ان کو نہ سمجھ سکیں لیکن تم ان کو یقینی سمجھنا کیونکہ وہ بھی اسی اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور اسی اللہ تعالیٰ کا وہ حکم اور امر ہے جس اللہ نے قرآن کو نازل کیا۔ عموماً ایسی سورتوں کے شروع میں حروف مقطعات لائے جاتے ہیں۔

کِتٰبٌ ـــ یہ قرآن مجید سب سے بڑی کتاب ہے۔ (اَلتَّنْوِیْن لِلتَّعْظِیْم) بہت بڑی کتاب۔ جس سے بڑھ کر دنیا کی کوئی کتاب نہیں، ادب والی کتاب، علم والی کتاب، حکمت والی کتاب، نورِ بصیرت والی کتاب۔ جس کے پڑھنے سے کافروں کی قسمتیں بدل گئیں، جس کے پڑھنے سے ایمان بڑھا، جس کے پڑھنے سے اللہ تعالیٰ نے راہ راست نصیب فرمائی، جس کو پڑھ کر وہ قوم جس کے متعلق قرآن کا یہ فیصلہ تھا وَ اِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۙ (جمعہ ع۱) کھلی گمراہی والی قوم، اس قرآن کو پڑھ کر دنیا کی حاکم بنی اور دنیا پر اپنی حکومتیں کیں اور دنیا کو راہِ عمل سے نوازا اور دنیا کی رہنمائی کی۔ یہ بڑی اونچی کتاب ہے ـــ کِتٰبٌ ـــ قرآن مجید بہت بڑی کتاب ہے، بہت عظیم کتاب ہے، بہت معانی اور مطالب سے پُر کتاب ہے۔

اُحْکِمَتْ اٰیٰتُہٗ ـــ پختہ کی گئی ہیں جس کی آیتیں ـــ اُحْکِمَتْ ـــ محکم، پکی ہیں جس کی آیتیں ـــ اس کے بہت سے ترجمے ہیں۔ ایک تو ترجمہ یہ ہے۔ اُحْکِمَتْ اٰیٰتُہٗ اس کی آیتوں کو اب کوئی مٹانے والا نہیں، قرآن آخری کتاب ہے۔ جس طرح جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں، قرآن آخری کتاب ہے۔ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بعد کسی نبی نے نہیں پیدا ہونا۔ کوئی نیا الہام نازل ہونے والا نہیں ہے اس لئے حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نبوت کو نہ کوئی نبی چیلنج کر سکتا ہے اور حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی کتاب کو نہ کوئی نبی منسوخ کر سکتا ہے۔ محکم آیتیں۔ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) سے پہلے توراۃ منسوخ ہوئی، حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) سے پہلے انجیل منسوخ ہوئی، حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) سے پہلے زبور منسوخ ہوئی، حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) سے پہلے صحائف منسوخ ہوئے، لیکن قرآن سارے کا سارا محکم ہے اس کو کوئی منسوخ نہیں کر سکتا۔ کِتٰبٌ اُحْکِمَتْ اٰیٰتُہٗ۔ قرآن مجید وہ کتاب ہے جس کی آیتیں محکم ہیں۔ ایک محکم کا یہ معنیٰ ہے کہ ان کو کوئی مٹانے والا نہیں اس میں نسخ نہیں ہوگا، یہ قرآن انسانوں کے لئے آخری ہدایات کا مجموعہ ہے ـــ اور ایک ترجمہ یہ بھی ہے اُحْکِمَتْ اٰیٰتُہٗ۔ اس کی آیتیں ہر اعتبار سے محکم ہیں۔ زبانی پڑھو تب محکم، معانی پہ غور کرو تب محکم۔ مطالب پر غور کرو تب محکم، روحانی امور پہ غور کرو تب محکم، دنیا کے کسی فلسفے کو دیکھنا چاہو۔ قرآن مجید میں صحیح فلسفے کو تب محکم۔ قرآن مجید کی آیات ہر اعتبار سے محکم ہیں ـــ اور بھی ہیں ترجمے کئے گئے لیکن میرے آپ کے لئے یہ دو ترجمے کافی ہیں۔　　(باقی آئندہ)

سوشلزم کی بحث کے سلسلہ میں ضروری گذارش

از - مولانا غلام غوث ہزاروی ناظم عمومی جمعیت علماء اسلام مغربی پاکستان

میں نے ۱۹ جنوری ۶۹ء کو راولپنڈی پریس کانفرنس میں جو کچھ کہا تھا اب ہفتہ وار اسلامی جریدوں کی خاطر ان چند معروضات کو دوبارہ پیش کرتا ہوں۔

(۱) عرصہ سے ملک میں کمیونزم کا پروپگنڈا کیا جارہا ہے جو اسلام کے خلاف ہے علماء دین اور خاص کر جمعیت علماء اسلام نے جہاں امریکی سامراج کی مخالفت کی ہے وہاں کمیونزم کے خلاف مسلسل اپنا تبلیغی فرض ادا کرتی رہی ہے

کمیونسٹوں کے پاس پروپگنڈے کا بڑا ہتھیار یہ ہے۔ کہ اسلام میں اقتصادی نظام یا کم از کم معاشی مسائل کا حل موجود نہیں ہے، حالانکہ اسلام نہایت جامع دین اور مکمل ضابطہ حیات ہے

اور اس کے آسمانی قانون نے دنیا کے غالب اور بڑے حصہ پر ہزار سال سے زیادہ کامیاب حکومت کر کے ثابت کر دیا ہے کہ دنیا بھر میں امن قائم کرنے اور عادلانہ و مساویانہ نظام قائم ہونے کا ضامن ہے غازی اورنگ زیبؒ کی اسلامی حکومت جو رنگون سے تاشقند تک پھیلی ہوئی تھی اور سلطنت عثمانیہ جو یورپ، ایشیاء اور افریقہ تین براعظموں میں حکمران تھی اس کے دو شاہد عدل ہیں۔

ان زمانوں میں اگرچہ اقتدار کی جنگیں بھی ہوئیں اور حسد و بے دینی نے مسلمانوں میں بڑی راہ پالی تھی مگر ملک کا قانون اسلام ہی تھا اور مسلمان جنگوں میں اسلام کی برتری کے لئے مرنا شہادت تصور کرتا تھا۔

(۲) خلافت راشدہ اور بعد کے بعض سلاطین کا دور شاہد ہے کہ اسلام میں امیر و غریب اور تمام رعایا کے حقوق کیسے محفوظ تھے ان کے عدل اور انسانی مساوات کے نمونے کمیونسٹ میں تلاش کرنے خام خیالی ہے

(۳) اس وقت دینی علوم سے ناواقف حضرات جب عوامی ضروریات کی تڑپ محسوس کرتے ہیں تو وہ شوشلزم نظام کا نعرہ لگا دیتے ہیں ان کا خیال یہ ہوتا ہے کہ اسلام تو مذہب اور دین ہے۔ لیکن اقتصادی مسائل کے حل کے لئے ہم دنیا کے عقلاء کی سکیموں کو کیوں قبول نہ کریں اور ان میں سے بعض جب روایات سے کچھ واقفیت حاصل کر لیتے ہیں تو وہ سمجھتے ہیں کہ یہ باتیں تو اسلام میں بھی ہیں پھر وہ اس کو اسلامی شوشلزم کا نام دے دیتے ہیں۔

اور زمانہ حال میں جوں جوں صنعتی ترقی ہوئی ہے کارخانوں داروں اور جاگیرداروں اور اونچے سرمایہ داروں نے ملکی قانون اور معاشرہ کے سلسلہ میں ایسا طرز عمل اختیار کیا ہے جس سے مزدور و نیز عام غربا طبقہ میں اس غیر معمولی اونچ نیچ کے خلاف زبردست رد عمل پیدا ہوا ہے بادشا جمہوریتوں میں بدل گئیں اقتصادی مساوات کے نعرے بلند ہوئے اور بعض مقامات پر شوشلسٹ نظام قائم کر دیئے گئے

(۴) آج کل پاکستان میں جاعتی طور مسٹر بھٹو کے ایک بڑے گروہ نے سوشلزم کا نعرہ لگایا ہے دوسری طرف مسٹر بھٹو کی پارٹی نے اس کے صدارتی اُمیدوار ہونے کا اعلان بھی کر دیا ہے اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا اور ہونا چاہیئے کہ بعض طبقات اور خاص کر مودودی جماعت نے لنگر لنگوٹ کس کر اس کے خلاف پروپگنڈا کی مہم شروع کر دی۔ بلکہ جب مودودی صاحب نے لنڈن سے واپسی پر سرزمین پاکستان پر قدم رکھا تو یہ اعلان کر دیا کہ اسلام میں کسی پیوند لگانے کی ضرورت نہیں ہے اور ہم سوشلزم کا مقابلہ کریں گے

جمعیت علماء اسلام

ہر اُس آواز کی تائید کرنے کو تیار ہے جو اسلام کے حق میں ہو مگر محض امریکہ خوشنودی یا بھٹو کی مخالفت منظور ہو اور علمی تحقیق کے بغیر فتوے لگائے جائیں تو اس کو کون پسندیدہ خیال کرے گا۔

میں نے راولپنڈی کی پریس کانفرنس میں پریس نمائندوں کے استفسار کے جواب میں کہا کہ بھٹو کے سوشلزم کے جواب میں مودودی صاحب کا یہ کہہ دینا کافی نہیں ہے۔ کہ اسلام کیساتھ کوئی پیوند نہیں لگایا جا سکتا ایک پیوند اسلام کے ساتھ تو خود مودودی صاحب نے بھی لگایا ہے کہ جس جمہوریت کو وہ برسوں ملعون کہتے رہے اب اس کو اپنا لیا ہے بلکہ تحریک احیا جمہوریت میں اس کو اپنی تحریک کی حیثیت سے اپنا لیا ہے۔

جمعیت علماء اسلام کسی اور چیز کو مقصدی اہمیت نہیں دے سکتی جب تک اس کو اسلام اور صرف اسلام کے نفاذ کے لئے بطور ذریعہ نہ اختیار نہ کیا جائے۔

بھٹو کا سوشلزم

میں نے پریس کانفرنس میں استفسار کے جواب میں کہا تھا کہ سوشلزم کو ہوا بنا کر پیش کرنے اور اس کا نام لینے والوں کو کافر بنانے کی کوشش کی بجائے علماء دین کو ان مسائل کا حل شرعی روشنی میں پیش کرنا چاہیئے جن کو پیش کر کے کہا جاتا ہے کہ اسلام میں اقتصادی نظام نہیں ہے یا علماء معاشی مسائل کا حل نہیں کر سکتے اس سلسلہ میں محترم بھٹو صاحب کے کتابچہ کے ٹائیٹل پر تین جملے لکھے ہیں۔

(۱) اسلام ہمارا دین ہے (۲) جمہوریت ہماری سیاست (۳) سوشلزم ہماری معشیت ہے

مجھ سے محترم حنیف رامے صاحب جو بھٹو پارٹی کے لیڈر اور نمائندہ اخبار نصرت کے ہیں نے لاہور کے ہوائی اڈہ پر ملاقات کر کے فرمایا تھا کہ جب ہم اسلام کو اپنا دین مانتے ہیں تو بعد کی باتوں میں جو بات بھی اسلام کے خلاف ہو گی وہ ہمارے لئے ناقابل قبول ہو گی۔ اس کا مطلب یہی ہے کہ سوشلزم کی کوئی بات اگر اسلام کے خلاف ہے تو ہم اس کو قبول نہیں کریں گے جیسے جمہوریت اور اکثریت کا کوئی فیصلہ اگر قرآن کے خلاف ہو تو وہ قطعاً مردود ہو گا۔

اس بیان کے بعد بڑی حد تک ان کی صفائی ہو جاتی ہے میں نے پریس کانفرنس میں بتایا کہ راولپنڈی میں مسٹر بھٹو۔ میں نے دوران ملاقات جب کہ محترم ڈاکٹر مبشر صاحب بھی تھے یہی کہا تھا کہ اسلام کامل و مکمل مذہب ہے اور عقل و حکمت کی بات حدیث شریف کے مطابق جہاں کہیں بھی ہو وہ مسلمان کی متاع گمشدہ ہے اس لیئے میں کوئی حرج نہیں لیکن اس کو یوں کہنا چاہیئے کہ دنیا کے ان نظاموں میں سے ہم صرف وہی بات قبول کر سکتے ہیں جو اسلام کے خلاف نہ ہو ڈاکٹر مبشر صاحب نے فرمایا کہ ہمارا بس یہی مقصد ہے بہر حال میں نے پریس نمائندوں کو بتایا کہ مودودی صاحب نے حقوق الزوجین کے اندر کسی فقہی مسئلہ سے چمٹے رہنے والے علماء فقہاء پر جب کہ مسلمان کفر کے خطرے سے دوچار ہوں لعنت والی آیت چسپاں کر دی ہے تو آج جب مسلمان کمیونزم کے خطرے سے دوچار ہیں اسلام کے اندر اور قرآن و حدیث کے تحت مختلف فقہی مسائل میں اگر موجودہ اقتصادی مسائل کا حل موجود ہے اور یقیناً موجود ہے تو پھر علماء کرام کو بعد از مشورہ اور بعد از شرعی تحقیقات وہ حل قوم کے سامنے رکھنا چاہیئے اور جمعیت علماء اسلام کے مرکزی اجلاس منعقدہ ڈھاکہ (۵ جنوری ۶۹ء) نے حضرت مولانا مفتی محمود صاحب ناظم عمومی مرکزی جمعیت کو مقرر کر دیا ہے کہ وہ مسئلہ کے تمام پہلوؤں پر غور و تحقیقات کر کے چھ ماہ کے اندر اپنی رپورٹ جمعیت کے سامنے پیش فرمائیں۔

میں نے پریس کانفرنس میں اس سلسلہ میں جو قابل بحث امور پیش کئے وہ یہ تھے۔

(۱) کہ ان مسائل میں زمیندار اور کسان کا مسئلہ اور کارخانہ دار اور مزدور کا مسئلہ سر فہرست ہے۔ تو علماء کرام کو شرعی روشنی میں یہ بتانا ہے کہ کسی اسلامی حکومت کو ان مسائل میں کہاں تک دخل دینے کا حق ہے۔

(۲) حدیث شریف میں جو آیا ہے کہ جس نے بنجر زمین آباد کی وہ اسی کی ہو گئی۔ اس حدیث کی روشنی میں یہ دیکھنا ہے۔ کہ انگریز نے جس ایک آدمی کو ایک ہزار مربع زمین دیکر اسکو جاگیردار بنا دیا اور اس وسیع بنجر زمین کو غریبوں اور کسانوں نے بنایا! آیا یہ ان آباد کرنے والوں اور ان کے وارثوں کا حق ہے یا جاگیردار کا؟

(۳) جو گھوڑے پال مربعے انگریزوں نے دیئے تھے کہ شخص انگریز کے فوجی رسالے کے لئے جتنے گھوڑے پالتا ہے اتنے مربع اسکو دیئے جائیں گے اس قسم کے مربعوں کے بارہ میں شرعی فیصلہ کیا ہے؟

(۴) آج سندھ میں جو مربعے انگریزوں کے زمانہ کے فوجی پنشنروں کو ان کے انگریزوں فوجی خدمات کے عوض دیئے گئے ہیں ان کے بارہ میں شریعت کیا کہتی ہے

(۵) امام اعظم ابو حنیفہؒ نے زراعت اور بٹائی کے خلاف جو کچھ فرمایا ہے اس کی تحقیق کی جائے اور کیا اسکی روشنی میں یا اُن کے مسلک پر فتویٰ دیکر ہم اس مسئلہ کو حل کر سکتے ہیں؟

(۶) صحیح حدیث شریف میں جو ارشاد نبوی ہے کہ جو زمین رکھتا ہو اسکو کاشت کرے ورنہ اپنے بھائی عطیہ کے طور پر دیدے (برائے کاشت) ویدے آیا امام اعظم ابو حنیفہؒ کا مسلک یہی حدیث پر مبنی ہے؟

(۷) آیا حضرت ابوذر غفاریؓ کا مسلک ہی تھا کہ دولت جمع نہ کی جائے اور کیا حکومت اس مسلک کو اپنا سکتی ہے؟

(۸) آج کل تمام پارٹیاں جو کہتی ہیں کہ دولت سمیٹ کر

بیس گھرانوں میں جمع ہوگئی ہے۔ یا اسلام سرمایہ داری اور جاگیر داری کا مخالف ہے آیا یہ صرف الفاظ ہیں یا ان کے خلاف کوئی عملی سکیم موجود ہے؟

(۹) میں نے کہا کہ جس عورت کا خاوند گم ہو جائے حضرت امام اعظمؒ کے ہاں وہ عورت نوّے سال سے پہلے دوسرا خاوند نہیں کر سکتی اس کے بعد اسکا مرنا تقریباً یقینی ہو جاتا ہے مگر ضرورت زمانہ کے تحت علمائے حضرت امام مالکؒ کے مسلک پر فتویٰ دے کر چار سال کا حکم دیدیا گیا اسی طرح کفر و انتداد کی روک تھام کے امام اعظمؒ کے مسلک پر فتویٰ دیا جا سکتا ہے یا نہیں؟

(۱۰) میں نے کہا کہ لاکھوں کروڑوں مسلمانوں کو کافر بنانے کے بجائے ان کو سمجھانا اور اسلام کی بات منانا زیادہ ضروری ہے۔ میں نے یہ بیان علماء دین کی تحقیقات کی دعوت دینے کے لیے دیا اور جمعیت علماء اسلام کا فیصلہ بتایا کہ حضرت مفتی صاحب مدظلہ چھ ماہ کے اندر اندر اس بارہ میں تحقیقات فرمائیں گے

میری مخالفت: میرے اس بیان کے سلسلہ میں اخباروں نے جو سرخیاں قائم کیں میں ان کا ذمہ دار نہیں ہوں۔ نہ ان مضامین کا جو کسی نے اختصار کرنے کمی و بیشی فرمائی۔

باقی میں ان آدمیوں کو معذور سمجھتا ہوں جو امریکہ کی خاطر بھٹو کی مخالفت یا جمعیت علماء اسلام کی مخالفت کے شوق میں بیانات دے رہے ہیں

اس طرح ان چیچوں کو بھی معذور سمجھتا ہوں۔ جو الیکشن میں بھٹو کا نام آنے کی وجہ صدر ایوب خان کی خوشنودی کے حصول کو زندگی کا مقصود بنائے ہوئے ہیں

ممکن ہے کہ بعض ذمہ دار علماء اخباری بیانات کے بعض الفاظ سے متاثر ہو کر مجھے سوشلزم کا حامی یا اسلامی شلزم کی اصطلاح کا حامی قرار دیں میں ان کو معذور سمجھوں گا لیکن میرے اس بیان کے بعد ان کی غلط فہمی رفع ہو جانی چاہیئے۔

بقیہ: ڈاکٹر ظفر الحق

سامنے پڑا ہوا تھا۔ میرا مفلر بھی پولیس والے لے گئے تھے۔ گواہ نے عدالت کو بتایا کہ مجھے میرے مفلر کے ذریعے کھینچ کر ٹرک تک لے جایا گیا۔ یہ مفلر میری گردن سے لپٹا ہوا تھا گواہ نے کہا کہ پولیس کے ہمراہ جانے کے بعد افطاری سے قبل میں نے تحریری طور پر پولیس کو ایک بیان دیا جس میں یہ لکھا تھا میں مظاہرے یا مظاہرین سے کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں رکھتا اور جائے واردات پر میں صرف نماز پڑھنے کے لئے گیا تھا۔ اس پر مجھے رہا کر دیا گیا۔ اور میں ایک ٹیکسی لے اپنے گھر پہنچ گیا۔ ڈاکٹر ظفر الحق نے عدالت کو یہ بتایا کہ پولیس کے تشدد کے نتیجے میں مجھے جو زخم آئے۔ ان کے باعث میری زبان میں لکنت آ گئی ہے۔ اور میری آواز میں صاف نہیں ہے۔ گواہ نے عدالت کو بتایا کہ میرا سر ابھی تک زخمی ہے اس موقع پر گواہ نے عدالت کو سر کا زخم بھی بتایا۔ گواہ نے کہا کہ میں پرائیویٹ میڈیکل پریکٹیشنر ہوں اور ۲۰ دسمبر سے لے کر آج تک میں اپنا کوئی پیشہ ورانہ کام نہیں کر سکا۔ آپ نے کہا ٹانگوں اور گھٹنوں پر اب بھی زخموں کے نشان صاف نظر آ رہا ہیں۔ گواہ نے عدالت کو وہ ورم بھی دکھایا جو ان کے گھٹنوں اور ٹانگوں پر ضربات کے باعث ابھی تک موجود تھا گواہ نے کہا کہ میرے پاؤں بھی ابھی تک متورم ہیں اور میں جوتے بھی نہیں پہن سکتا۔ طبی معائنے کے مطابق میرے جسم پر ۹۔ زخم آئے تھے۔ ڈاکٹر ظفر الحق کا بیان قلم بند کرنے کے بعد عدالت کی کارروائی کل تک کے لئے ملتوی ہو گئی۔ استغاثہ کی پیروی ایم انور بار ایٹ لاء نے کی۔ کمرۂ عدالت میں مولانا عبید اللہ انور کے متعدد عقیدت مندوں کے علاوہ صدر ہائی کورٹ بار ایسوسی ایشن ڈاکٹر جاوید اقبال، قاضی محمد سلیم ایڈووکیٹ ملک امجد حسین ایڈووکیٹ پر بعض دوسرے وکلاء بھی موجود تھے۔

(روزنامہ وفاق لاہور)

بقیہ: صحافیوں پر پولیس کا تشدد

خاص طور پر ہمارے کراچی کے فوٹو گرافر کو سخت چوٹیں آئیں، وہ تین گھنٹے تک بے ہوش پڑے رہے اور انہیں آکسیجن دینا پڑی، صحافیوں پر تشدد اس امر کے باوجود کیا گیا کہ انہوں نے پولیس کو اپنے شناختی کارڈ دکھائے اور اسے بتایا کہ وہ مظاہرے کی رپورٹنگ اور تصاویر حاصل کرنے کے لیے آئے ہیں۔ لیکن پولیس نے ان کے کارڈ پھاڑ دئے اور اپنے فرائض کی انجام دہی میں ان کی مدد کرنا تو الگ رہا الٹا اس نے انہیں بری طرح مارا پیٹا۔

یہ پہلا موقع نہیں ہے کہ پولیس نے صحافیوں کو ان کے فرائض کی انجام دہی سے باز رکھنے کے لئے جبر و تشدد سے کام لیا ہو۔ چند روز قبل راولپنڈی اور ڈھاکہ کے روزناموں کے دفتر میں گھس کر پولیس والوں نے کئی صحافیوں کو زدوکوب کیا تھا۔ اس طرح کے واقعات کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے، بہر حال جہاں تک صحافیوں کا تعلق ہے وہ انشاءاللہ ایمانداری اور صداقت کے ساتھ اپنے فرائض انجام دینے میں مصروف رہیں گے اور کسی تشدد سے خواہ وہ جس جانب سے بھی کیا جائے ان کے پائے استقلال میں لغزش نہیں آ سکتی۔

کراچی میں پولیس نے خانہ خدا میں گھس کر صحافیوں کو جس طرح بے دردی سے زدوکوب کیا ہے وہ ایک انتہائی مذموم فعل ہے۔ ہم صوبائی گورنر اور پولیس کے سربراہ سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ ان واقعات کی مکمل اور غیر جانبدارانہ تحقیقات کرائیں، ضرورت اس امر کی ہے کہ پولیس کے اعلیٰ حکام یہ بات اپنے ماتحتوں کے ذہن نشین کر دیں کہ پاکستان ایک جمہوری ملک ہے کوئی پولیس سٹیٹ نہیں ہے اس لئے پولیس اگر اپنی حد سے تجاوز کرے گی تو اس کا سختی سے محاسبہ کیا جائے گا۔

ہم عام شہریوں سے بھی اپیل کرتے ہیں کہ وہ اخبارات اور ان کے کارکنوں کو اپنے فرائض کسی روک ٹوک کے بغیر انجام دینے کا موقع فراہم کریں۔ ڈھاکہ میں "مارننگ نیوز" اور "وینگ پاکستان" کے دفاتر کو نذر آتش کرنا انتہائی مذموم ہے۔ دوسروں کے نقطۂ نظر کا احترام جمہوریت کا بنیادی اصول ہے اس لئے کسی فرد یا ادارے کی رائے یا خیالات سے اختلاف کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہونا چاہئے کہ اسے زندہ رہنے کے حق سے محروم کر دیا جائے۔ اس سلسلہ میں ہم فرانس کے مشہور مصنف والٹیر کا یہ قول نقل کر دینا کافی سمجھتے ہیں کہ "مجھے تمہارے ایک ایک لفظ سے اختلاف ہے لیکن تمہارے لئے اختلاف رائے کی آزادی کی حفاظت کی غرض سے میں اپنی جان تک دینے کو تیار ہوں"

(ایڈیٹوریل نوٹ روزنامہ مشرق لاہور ۲۶ر جنوری ۱۹۶۹ء)

اسلامی مشن پاکستان بہاولپور خالص مذہبی ادارہ ہے مشن کے حسابات ہر سال گورنمنٹ چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ چیک کرتے ہیں

مولانا عبدالقادر آزاد کا وضاحتی بیان

اور مختلف جماعتوں کی قراردادیں اور احتجاج

بہاولپور ۱۹/۱/۶۹۔ مولانا عبدالقادر آزاد جنرل سیکرٹری اسلامی مشن پاکستان بہاول پور نے ایک اخباری بیان کے ذریعہ جو انہوں نے اسلامی مشن پر پولیس کے چھاپہ کے سلسلہ میں وضاحتی طور پر جاری کرتے ہوئے دیا بتایا کہ اسلامی مشن پاکستان بہاول پور کا انعقاد ۱۲ اپریل ۱۹۶۲ کو ہوا اسلامی مشن قطعاً ایک غیر سیاسی ادارہ ہے۔ اس کے اراکین کو سیاسی طور پر مختلف مسلک رکھنے کی مکمل اجازت ہے ادارہ رجسٹرڈ ہے اور اس کے انکم ٹیکس کو ریونیو بورڈ نے معاف کیا ہوا ہے ہر سال اس کے اخراجات کی منظوری بصورت بجٹ دیتی ہے۔ اور جملہ رقوم بنک میں جمع کرائی جاتی ہیں۔ اس کے نکلوانے کے لئے چیک پر تین آدمیوں (صدر، جنرل سیکرٹری اور خزانچی کے دستخط ضروری ہیں۔ خورد برد کی کوئی شکل بحمد للہ اسلامی مشن پاکستان بہاول پور میں نہ موجود ہے اور نہ اس کی کوئی گنجائش ہے مولانا آزاد نے بیان جاری رکھتے ہوئے کہا کہ میں نے بحیثیت ایک عالم اور پاکستان کے آزاد شہری کے عید پر حضرت مولانا عبیداللہ انور پر لاٹھی چارج پر اور مرزائیوں کے عرب میں حج کے داخلہ پر گورنمنٹ پر جو تنقید کی تھی اور آغا شورش کاشمیری کے استقبال کے سلسلہ میں کی گئی تقریر جس میں عقیدہ تحفظ ختم نبوت اور نفاذ قوانین اسلامی کا مطالبہ کیا تھا کی بنا پر سیاسی انتقام لینے اور مجھے ہراساں کرنے کے لئے انتظامیہ نے یہ اقدام کیا کہ اپنے ایک گزٹڈ ادارہ کے ملازم سے اسلامی مشن اور میرے خلاف درخواست دلا کر ایک مقدس دینی ادارہ جو کہ ہزاروں دینی پمفلٹ شائع کر چکا ہے جس نے پورے ملک میں ارتداد کے خلاف مسلمانوں میں صحیح جذبہ پیدا کیا اور جس کی مساعی جمیلہ سے سینکڑوں غیر مسلموں نے اسلام قبول کیا کو بدنام کرنے کا غلط پروگرام بنایا۔ مولانا نے کہا کہ اگر انتظامیہ کی نیت صحیح چیکنگ کی تھی تو بجائے ریکارڈ لے جانے کے اسلامی مشن کے دفتر میں ہمارے روبرو بھی چیک کرایا جا سکتا تھا لیکن ایسا نہ کیا گیا میرے نزدیک نوجوان ڈپٹی کمشنر کا یہ جذباتی قدم سوائے اس کے کہ علماء اور حکومت میں تنفر بڑھانے کا سبب بنے اور زیادہ سود مند نہ ہوگا۔ سیاسی انتقام میں بہاول پور کی انتظامیہ نے اسلامی مشن پاکستان بہاول پور پولیس سے چھاپہ مروا کر اسلام کی توہین کی ہے بہاول پور کے تمام دینی، سماجی اور مذہبی جماعتوں نے انتظامیہ کے اس اقدام کے خلاف قراردادِ مذمت پاس کر کے حکام بالا سے اس معاملہ میں مداخلت کی درخواست کی ہے۔

بہاول پور ۱۸/۱/۶۹ دفتر جمعیت العلماء اسلام بہاول پور میں جمعیت العلماء اسلام و تنظیم اہلسنت، تحفظ ختم نبوت، انجمن تحقیق طب اسلامی مجلس فروغ قرأۃ و چیمبرآف کامرس بہاول پور اور دیگر مذہبی جماعتوں کا مشترکہ اجلاس ہوا جس میں ۱۳/۱/۶۹ کو ڈپٹی کمشنر بہاول پور کے اس ناروا اقدام پر جو انہوں نے ملک مقتدر عالم دین اور مذہبی پیشوا اور مختلف دینی اداروں کے قائد مولانا عبدالقادر آزاد جنرل سیکرٹری اسلامی مشن پاکستان بہاول پور سے گورنمنٹ کی بے دینی کی پالیسیوں پر اعتراض کرنے والی تقریروں کا انتقام لینے کی غرض سے اسلامی مشن جیسے دینی ادارہ پر چھاپہ مار کر کیا قرار داد مذمت پاس کی ہے۔

قرارداد کے الفاظ حسب ذیل ہیں

بخدمت صدر مملکت پاکستان، گورنر مغربی پاکستان، کمشنر صاحب ڈی آئی جی بہاول پور ڈویژن

بہاول پور کی تمام مذہبی اور دینی جماعتوں کا یہ مذہبی اجتماع ڈپٹی کمشنر بہاول پور اور ایس پی ضلع بہاولپور کے اس اقدام کی شدید مذمت کرتا ہے جو انہوں نے مولانا عبدالقادر آزاد جنرل سیکرٹری اسلامی مشن پاکستان بہاول پور جیسے مقتدر عالم دین اور مذہبی رہنما پر سیاسی انتقام کی بناء پر مورخہ ۱۳/۱/۶۹ کو پولیس سے چھاپہ مروا کر اسلامی مشن جیسے خالص دینی ادارہ کا تمام صحیح آڈٹ شدہ ریکارڈ قبضہ میں کر لیا یہ اجتماع صدر مملکت کی ماہانہ تقریر میں اس جملے کو سامنے رکھتے جو انہوں نے لاہور کے علماء حق کے لاٹھی چارج کے سلسلے میں معذرت کے طور پر کہے تھے کے بعد اس سازش گورنمنٹ اور علماء میں تنفر بڑھانے کی سازش سے تعبیر کرتے ہوئے صدر مملکت گورنر مغربی پاکستان اور کمشنر ڈی آئی جی بہاول پور ڈویژن سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اس قسم کی سرزنش کریں تاکہ عوام علماء اور حکومت میں مزید منافرت نہ بڑھے اور ملک کی یکجہتی تباہ نہ ہو۔ اجلاس نے کمشنر صاحب بہاول پور سے مطالبہ کیا کہ وہ اس معاملہ میں دخل دے کہ ایک صحیح دینی ادارہ کی مخالفت کے گناہ اور دینی ادارہ کو آفیسرز کی غلط خواہشات کی بنا پر بدنام ہونے سے بچائیں ڈپٹی کمشنر صاحب مذکور نے اس سے قبل بھی مساجد گرانے کی جو مہم شروع کی تھی بہاول پور میں دینی رجحانات رکھنے والے عوام پہلے ہی اس سے متنفر تھے۔ اب اسلامی مشن بربادی منصوبہ یوں دیکھ کر ان کے زخموں پر ڈپٹی کمشنر موصوف نے جو نمک پاشی کی ہے، حکومت فوراً اس کا تدارک کرے۔

ایسا نہ ہو کہ پانی سر سے گزر جائے اور یہ حادثہ ملک گیر تحریک کی شکل اختیار کر کے پورے ملک کی بدنامی کا سبب نہ بن جائے (دستخط کنندگان)

مولانا غلام مصطفیٰ صاحب ناظم اعلیٰ دارالعلوم مدنیہ بہاولپور
قاری عبدالقادر صاحب مدرسہ فاروقیہ بہاول پور
سکندر اقبال خاں رکن جمعیت العلماء اسلام
عبدالمجید ناظم جمعیت العلماء اسلام
حاجی محمد قاسم خاں صاحب صدر تنظیم اہلسنت
محمد یٰسین صاحب خزانچی تنظیم
مولانا غلام محمد صاحب تحفظ ختم نبوت
نور الٰہی صاحب نائب صدر تنظیم اہل سنت

قرارداد

مرکزی تنظیم اہلسنت آل پاکستان ملتان کا ماہانہ اجتماع اسلامی مشن پاکستان بہاول پور پر مولانا عبدالقادر صاحب آزاد سے سیاسی اور مذہبی انتقام لینے کی غرض سے ۱۳/۱/۶۹ کو ضلع بہاول پور کی انتظامیہ نے جو پولیس سے چھاپہ مروایا ہے اس کو ملک کے موجودہ حالات میں علماء اور حکومت میں تنفر بڑھانے کا سبب قرار دیتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ بہاولپور کی انتظامیہ کے ذمہ دار افراد کو جو اس حادثہ سے ملوث ہیں قرار واقعی سزا دے کر علماء اور حکومت میں تعاون کی فضا پیدا کرے ایسا نہ ہو کہ یہ خبر ملک میں شعلہ بن کر ملکی فضا کو مکدر نہ کرے۔

گورنر مغربی پاکستان۔ اور کمشنر صاحب بہاولپور سے یہ اجتماع اس سلسلہ میں خصوصی توجہ کی درخواست

داخلے

• مدرسہ رشیدیہ واقع جامعہ مسجد پٹولیاں لاہور کا داخلہ جاری ہے۔ درس نظامی موقوف علیہ تک پڑھایا کا معقول انتظام ہے۔ طلباء کے خورد و نوش و جملہ مصارف بذمہ مدرسہ ہیں۔ اہل خیر سے تعاون کی اپیل کی جاتی ہے۔
محمد الیاس عفی عنہ مہتمم مدرسہ رشیدیہ چوک لوہاری منڈی لاہور

دارالعلوم اسلامیہ اشاعت القرآن ڈگری شہر سندھ کی مشہور دینی درسگاہ ہے۔ جو کہ عرصہ ۱۰ سال سے خدمت سرانجام دے رہا ہے۔ جس سالانہ جلسہ پر ملک کے مشاہیر علماء کرام بھی تشریف فرما ہوتے ہیں۔ دارالعلوم میں درجہ حفظ، درجہ پرائمری طلباء و طالبات درجہ عربی طلباء اور طالبات کے مختلف شعبے جاری ہیں۔ طالبات عربی کی اس سال بخاری شریف تک پڑھائی شروع ہو رہی ہے۔ لیکن عربی طلباء کا انتظام فی الحال شرح تک ہے۔ عربی طلبہ بیرونی کے لئے خورد و نوش اور قیام کا معقول انتظام ہے۔ اور اس سال بھی حسب دستور ۱۰ شوال سے داخلہ شروع ہے۔ لیکن چونکہ بیرونی طلبہ کا محدود داخلہ ہے اس لئے شائقین اور طالبین علم جلد از جلد داخلہ کی درخواستیں بھیج دیں۔ یا خود تشریف لے آئیں۔ فقط والسلام
اکرام الحق ناظم اعلیٰ دارالعلوم اسلامیہ اشاعت القرآن۔ ڈگری شہر ضلع میرپور۔

مدرسہ خیرالمدارس ملتان کا

سالانہ جلسہ

مورخہ ۱۷، ۱۸، ۱۹؍ ذی الحجہ مطابق ۷، ۸، ۹؍ مارچ منعقد ہو رہا ہے۔
(مولانا خیر محمد صاحب) مہتمم مدرسہ خیرالمدارس ملتان شہر

زیر سرپرستی: شیخ الاسلام حضرۃ العلامہ شمس الحق افغانی مدظلہ و مجاہد اعظم حضرۃ العلامہ عبید اللہ انور مدظلہ لاہور
برائے ایصال ثواب حضرۃ الحاج عبدالحکیم صاحب نوشہروی رح

دیندار حضرات کے لئے عظیم الشان خوشخبری

اللہ تعالے کے فضل و کرم اور اسی کی توفیق سے مکتبہ حکمت اسلامیہ نوشہرہ صدر ضلع پشاور اپنا اشاعتی و تبلیغی پروگرام آپ دین پسند مسلمانوں کے سامنے پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے امید ہے کہ آپ پوری طرح سرپرستی فرما کر عنداللہ ماجور ہونگے۔ انشاء اللہ۔

اشاعتی سلسلے درج ذیل تین ہونگے

فیوضات حضرت افغانی مدظلہ: محقق اعظم شیخ الاسلام حضرت العلامہ شمس الحق افغانی مدظلہ شیخ التفسیر جامعہ اسلامیہ بہاولپور کے گرانقدر علمی و اصلاحی مقالات و مضامین کا سلسلہ مبارکہ ہوگا۔ فی الحال سب سے پہلے نوشہرہ میں ارشاد فرمودہ معرکۃ الآراء درس قرآن حکیم اسباب کامیابی، اور اس کے بعد کمیونزم اور اسلام، شائع ہو رہی ہیں۔ انشاء اللہ۔

دعوات حق: شیخ الحدیث استاذ العلماء حضرت العلامہ عبدالحق مدظلہ مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے خطبات جمعۃ المبارک و دیگر اہم تقاریر کا مجموعہ ہوگا جس کے کئی حصے ہوں گے پہلا حصہ قریباً اڑھائی صد صفحات پر مشتمل انشاء اللہ اوائل فروری ۶۹ء تک منظر عام پر آجاوے گا۔

مواعظ حسنہ: انجمن خدام الدین رجسٹرڈ نوشہرہ کے زیر اہتمام ہر سال سیرت کانفرنس و دیگر اجتماعات میں اجلہ علماء و اکابر کی تقاریر و ارشادات کا مجموعہ ہوگا۔ جو انشاء اللہ کئی حصوں میں شائع ہوگا۔ پہلے حصہ میں امام الاولیاء صدیق دوران قطب زمان حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ الحدیث مخدوم العلماء حضرت درخواستی دامت برکاتہم کے ارشادات مبارکہ اور دوسرے حصے میں جانشین حضرت شیخ التفسیر مجاہد اعظم امام الاتقیاء حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم کی تقاریر دلپذیر شائع ہو رہی ہے۔

ضروری نوٹ: یہ سب کتب آفسٹ طباعت اور عمدہ کتابت و کاغذ کے ساتھ قریباً ہر ڈیڑھ دو ماہ کے بعد انشاء اللہ شائع ہوتی رہیں گی ان کا سرورق سہ رنگا بلاک پرنٹ ہوگا، یعنی یہ کتب ظاہری باطنی دلاویزیوں کا مجموعہ ہوں گی۔ انشاء اللہ۔

آپ کا تعاون و سرپرستی: آپ ان مختلف اسلامی و تبلیغی کتب کو مستقل حاصل کرنے کے لئے آج ہی دس روپے منی آرڈر فرما کر معاون بن جائیں۔ آپ کو سال رواں ۶۹ء میں شائع ہونے والی جملہ کتب بر وقت پہنچتی رہیں گی۔ آپ کے ساتھ یہ خصوصی رعایت ہوگی کہ آپ سے محصولڈاک نہیں لیا جائے گا۔ آپ کو سال رواں میں دس روپے کی کتب مل جائیں گے اور ان کا محصولڈاک بذمہ مکتبہ ہوگا۔ اور اس طرح سے آپ ایک مذہبی و اسلامی ادارے کے معاون بن کر دین و دنیا کی سرخروئی حاصل کر سکیں گے۔ انشاء اللہ۔

خط و کتابت اور منی آرڈر بھیجنے کا پتہ

مولانا احمد عبدالرحمن صدیقی مکتبہ حکمت اسلامیہ نوشہرہ صدر ضلع پشاور

بقیہ: ملک کی نازک صورت حال...

رہنماؤں کے لئے خواہ وہ جس جماعت یا گروہ سے تعلق رکھتے ہوں، موجودہ حالات ایک چیلنج کی حیثیت رکھتے ہیں شہری زندگی اور امن و امان کو بحال کرنا اس وقت پہلی اور اہم ترین ضرورت ہے۔ ہم تمام سیاسی رہنماؤں اور کارکنوں سے پاکستان کی بقا اور سالمیت کے نام پہ اپیل کرتے ہیں کہ وہ اپنے تمام اختلافات، رقابتوں اور جھگڑوں کو فراموش کر کے امن و امان کی بحالی پہ اپنی تمام توجہ مرکوز کر دیں کیونکہ اس کے بغیر نہ تو سیاسی سرگرمیاں جاری رہ سکتی ہیں نہ ملک کی معاشی اور معاشرتی تعمیر نو کے لئے کوئی جد و جہد کی جا سکتی ہے۔ (روزنامہ مشرق ۳۰ جنوری ۶۹ء)

اپیل

آج پورا ملک ایک سخت بحران اور ہیجانی کیفیت سے دو چار ہے کئی مقامات پر کرفیو لگا ہوا ہے۔ کئی جگہ دفعہ ۱۴۴ جو پہلے ہٹائی جا چکی تھی پھر لگا دی گئی ہے۔ لاٹھی چارج ہو رہا ہے۔ آنسو گیس برس رہی ہے فائرنگ کی جا رہی ہے۔ صحافی زخمی ہو رہے ہیں۔ مسجدوں تک میں لاٹھی چارج ہو رہا ہے عمارتوں پر حملے ہو رہے ہیں۔ دفاتر میں آگ لگ رہی ہے۔ اور اس طرح پورا ملک ایک ایسے دور سے گزر رہا ہے۔ جس کی مثال اس ملک کی تاریخ میں اس سے پہلے دیکھنے میں نہ آئی تھی۔ پولیس کی زیادتیوں پہ احتجاج ہوتا ہے اور حکومت تحقیقات کے وعدے کرتی ہے لیکن سوال یہ ہے اس نوع کی تحقیقات سے کیا ہوگا۔ سچی اور کھری بات تو یہ ہے کہ اس وقت پولیس اور عوام میں جو تصادم ہو رہا ہے اس پہ نہ ہجوموں کا شکوہ کیا جا سکتا ہے نہ پولیس کا۔ پولیس کے کچھ فرائض ہیں جو اسے انجام دیتے ہیں اس لئے پولیس پر غصہ کرنا بیہودہ ہے۔ رہے عوامی ہجوم سو ان میں شدید اشتعال پیدا ہو گیا ہے اور اشتعال کے اسباب سب کو معلوم ہیں لہذا یہ شکایت کہ ہجوم نے ایسا کیوں کیا اور ایسا کیوں نہ کیا بالکل بیکار سی بات ہے۔ اصل میں یہ ساری باتیں تو صرف سطحی ہیں۔ بنیادی بات یہ ہے کہ جھگڑا سیاسی ہے اور جب تک یہ سیاسی جھگڑا حل نہ ہوگا۔ موجودہ صورت حال سے نجات پانی ممکن نہ ہوگی اگر کاروبار ٹھپ ہے تو ٹھپ رہے گا۔ تا اینکہ سیاسی مسئلے کا حل نکل کر نہ آئے لہذا ان مسائل کو پولیس کی شکایت تک محدود رہ کر دیکھنا نادانی ہوگی۔ یہ صحیح ہے کہ بعض جگہ ہجوموں نے متشددانہ اقدامات کئے ہیں اور یہ بھی صحیح ہے کہ پولیس نے کئی جگہ اشتعال انگیزی کا مظاہرہ کیا ہے جو انتہائی افسوسناک ہے لیکن اگر مسئلے کا سیاسی حل نہ نکالا گیا تو اس سے بھی کچھ زیادہ ہی ہونے کا خطرہ ہے سیدھی اور صاف بات یہی ہے کہ سیاسی اختلاف سیاسی سطح پر ہی حل کیا جا سکتا ہے اور طاقت کے ذریعہ حل کرنے کی کوشش کی گئی تو پھر صورت حال بگڑے گی سدھرے گی نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کالموں میں ہم بار بار یہ مشورہ دیتے آئے ہیں جس پر افسوس کسی نے کوئی توجہ نہیں کی اس صورت حال کا مقابلہ مذاکرات اور بات چیت کے ذریعہ کیا جائے طاقت کے ذریعہ نہیں۔ نہ بھولئے یہ حقیقت کہ اگر یہ بحران زیادہ بڑھا تو اس سے کسی کو فائدہ نہ پہنچے گا اگر کاروبار یوں ہی کچھ عرصے چوپٹ رہا تو پورے ملک کو نقصان پہنچے گا اور عوام میں اب سے زیادہ ناراضگی پیدا ہو جائیگی جس سے حالات بگڑ جائیں گے۔ لیکن حالات کا مزید بگڑنا اور ملک کی معاشی و مالی حالات کا خراب ہونا تو کسی کے لئے کوئی اچھی بات نہ ہوگی۔ چاہے حکومت کی مخالفت کے جذبے میں غور کیجئے یا حمایت کے جذبے میں حزب اقتدار کے نقطہ نظر سے غور کیجئے یا حزب اختلاف کے نقطۂ نظر سے حالات کا مزید بگاڑ ہر اعتبار سے انتہائی مضر ہے اس لئے کہ اس بگاڑ سے پورے ملک کو نقصان پہنچتا ہے اور ظاہر ہے ملک سب کا ہے۔ اگر موجودہ حزب اقتدار باقی رہ گئی تو بھی مالی اور معاشی طور پر ایک کمزور ملک اس کے لئے ہمیشہ خطرہ بنا رہے گا اور وہ ہر وقت انقلابیوں کی زد میں رہے گی جب کہ برعکس اس کے اگر حزب اختلاف حزب اقتدار کو ہٹا کر حکومت میں آنے میں کامیاب ہو گئی تو مالی طور پر نڈھال ملک اس کے لئے بھی کوئی اثاثہ ثابت نہ ہوگا اور وہ بھی انتہائی مشکل حالات سے دو چار رہے گی۔ اس لئے خالص قومی اعتبار سے دیکھئے یا حزب اقتدار اور حزب اختلاف کے نقطہ نظر سے بہرحال موجودہ بحران کا ختم ہونا سب کے حق میں ہے۔ اور اس وقت جو صورت حال ہے اس کا حل نکالنا سب کے مفاد کے مطابق ہے۔ لیکن اس سیاسی بحران کا حل ہو تو کیا ہو؟ حل صرف اور محض ایک ہی ہے اور وہ ہے مذاکرات اور بات چیت۔ تشدد نہیں اور طاقت کا استعمال نہیں۔ پوری تاریخ پڑھ ڈالئے سیاسی مسئلے صرف دو طریقوں سے حل ہوتے ہیں پہلا طریقہ تشدد اور طاقت آزمائی کا ہے اور دوسرا مذاکرات اور بات چیت کا۔ جذبات سے ہٹ کر سوچئے صحیح طریقہ لازماً بات چیت ہی کا طریقہ ہے تشدد اور طاقت کا طریقہ نہیں۔ لہذا جیسا کہ ہم پہلے بھی بارہا کہہ چکے ہیں مناسب یہ ہے کہ دونوں پارٹیاں بات چیت کا فوری طور پہ آغاز کریں اور اس بحران کا حل نکالیں جس میں یہ ملک پھنس گیا ہے یہ سب سن لیں کہ حالات تیزی سے نازک تر ہوتے چلے جا رہے ہیں حالات کے اس بگاڑ کو صرف ہوشمندی اور مذاکرات کے ذریعہ ہی روکا جا سکتا ہے۔ کسی اور طرح نہیں مذاکرات اور بات چیت کا آغاز ہو گیا تو جھگڑا سڑکوں سے اٹھ کر مذاکرات کی میز پہ آ جائے گا اور ملک جس تیزی سے خطروں کی طرف بڑھ رہا ہے اس سے محفوظ ہو جائے گا ورنہ حالات کی وہ منزل بھی آ سکتی ہے جو انتہائی ناخوشگوار ہوگی جو بڑی مشکلات اور مصیبتوں سے بھری ہوگی۔ پاکستان نے ۲۱ سال کے عرصے میں زبردست ترقی کی ہے، یہ ترقی بھی ملیا میٹ بھی ہو سکتی ہے، اگر ہم نے اس مرحلے پہ ہوشمندی کا ثبوت دے کر حالات کو بگڑنے سے نہ روکا۔ لیکن بگاڑ کو تو صرف اس طرح روکا جا سکتا ہے کہ بات چیت کا آغاز کیا جائے ورنہ تشدد کے ذریعے کوئی چاہے کہ حالات کو اپنی منشا کے مطابق بنایا جا سکے گا تو یہ ممکن نہیں اس لئے کہ تشدد۔ تشدد کو پیدا کرتا ہے اور پھر ایک راستہ کھل جاتا ہے جو بھیانک خندق پر جا کر ختم ہوتا ہے۔ اس لئے ہم فریقین سے دردمندانہ اپیل کرتے کہ وہ جذبات کو تھوک دیں اور بات چیت کا آغاز کریں۔ بات چیت شروع ہو گئی تو کوئی نہ کوئی قابل قبول حل نکل آئے گا۔ اور اس سنگین جانی و مالی نقصان سے یہ قوم بچ جائے گی جو تشدد کے راستے چلنے سے پوری قوم کو بھگتنا پڑے گا۔ خون بہنا شروع ہو گیا ہے۔ اسے روکا جا سکتا ہے۔ لیکن یہ مقصد تشدد کے ذریعہ تو حاصل نہ ہوگا اسے تو مذاکرات اور بات چیت سے ہی حاصل کیا جا سکتا ہے اس لئے ہم قوم کے ضمیر

ملی جذبے اور حب وطن کے نام پر سب سے اپیل کرتے ہیں وہ اس مرحلے پر اپنے جذبات پر قابو پائیں ٹھنڈے دل و دماغ سے مسائل حل کرنے کی ضرورت محسوس کریں اور سیاسی جھگڑے کو سیاسی انداز میں طے کریں اور تشددانہ اقدامات سے ہر حال میں بچیں تشدد نہ تو سیاسی تحریک کے لئے مفید ہوتا ہے اور نہ حکومت کے لئے اس لئے خدارا تشدد سے بچئے اور ہوش و خرد سے سیاسی اختلافات کا حل نکالئے۔ یہ سوچئے ہم کہاں پہنچ گئے ہیں اور کس طرف جا رہے ہیں۔ اس خطرناک راستے سے اب بھی لوٹنا ممکن ہے اور قومی و ملی اعتبار سے یہ از بس ضروری ہے کہ تشدد سے ہر حال میں بچا جائے کیونکہ اس میں بے گناہوں کا خون بھی بہنا شروع ہوگیا ہے اسے روک دیجئے اور ماحول کو پُرسکون بنانے کی کوشش کیجئے کہ اس میں سب کا بھلا ہے اور اسی میں قوم اور ملک کی فلاح بھی مضمر ہے۔ (بحوالہ روزنامہ جنگ کراچی ۲۸ فروری)

حزب الاسلام پاکستان کا ہنگامی اجلاس زیر صدارت مولانا دلاور حسین نیازی کنوینر حزب الاسلام منعقد ہوا جس میں حزب الاسلام کے جنرل سیکرٹری نے ایشیا کے مشہور عالم دین مولانا نصیر الدین غورغشتی کی وفات پر گہرے رنج و غم کے اظہار کرتے ہوئے کہا کہ مولانا مرحوم کی وفات نہ صرف علماء بلکہ عالم اسلام کے لئے سانحۂ عظیم ہے مرحوم کی وفات سے ایسا خلا پیدا ہوا ہے جس کا پُر ہونا مشکل ہے مولانا مرحوم نے ۸۰ سال تک قرآن و حدیث کی بے لوث خدمات انجام دیں۔ مولانا مرحوم اکثر اپنے شاگردوں کو اتفاق و اتحاد کی تلقین فرماتے تھے۔ مولانا مرحوم کی آخری خواہش یہ تھی کہ علماء میں اتفاق و اتحاد پیدا ہو جائے تاکہ پاکستان میں کئے گئے وعدہ کے مطابق یہاں اسلامی قانون نافذ ہو سکے۔ آخر میں صاحب صدر نے دعا کی رب العزت مرحوم کے درجات بلند کریں اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائیں۔

● جامعہ مدنیہ کیمبل پور میں حفظ و تجوید کے علاوہ درس نظامی کے طلباء کا انتظام بھی باحسن طریق کر دیا گیا ہے۔ جامعہ کی نگرانی حضرات مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب خلیفہ مجاز حضرت لاہوری قدس سرہٗ خود فرماتے ہیں۔ طلباء جلد از جلد پہنچنے کی کوشش فرماویں۔ خورد و نوش وغیرہ کے جملہ مصارف بذمہ مدرسہ ہیں

قاضی محمد ارشد الحسینی ناظم عمومی جامعہ مدنیہ کیمبل پور

★

دار العلوم دیوبند کے استاذ تجوید مولانا قاری حفظ الرحمٰن صاحب کا

سانحۂ ارتحال

دیوبند ۱۲ جنوری۔ آج شب میں ۳ بجے ہندوستان کے مشہور شیخ القراء حضرت مولانا قاری حفظ الرحمٰن صاحب استاد اعلیٰ تجوید و قرأت دار العلوم دیوبند نے داعی اجل کو لبیک کہا، انا للہ و انا الیہ راجعون۔

حضرت قاری صاحب کو فن تجوید و قرأت میں کمال حاصل تھا، آپ حضرۃ قاری عبد الرحمٰن کے ارشد تلامذہ میں سے تھے اور اس وقت تنہا اپنے باکمال استاذ کی یادگار تھے۔ قاری صاحب نے اپنی تعلیم کی تکمیل دار العلوم دیوبند میں کی تھی اور سنہ ۱۳۵۰ھ سے سنہ ۱۳۸۸ھ تک ۳۸ سال دار العلوم دیوبند میں تجوید قرأت کو تعلیم و تدریس میں مصروف رہے، عرصہ سے آپ دار العلوم میں درجہ تجوید کے صدر المدرسین تھے، ہندو پاک میں آپ کے ہزاروں شاگرد ہیں، اکثر مشہور قراء کو آپ سے شرف تلامذ حاصل ہے۔

قاری صاحب مرنجان مرنج طبیعت کے انسان تھے، فن قرأت کے ساتھ آپ کو والہانہ شغف تھا جس نے آپ کو ہر چیز سے یکسو بنا دیا تھا سنہ ۱۹۵۱ء میں جب حضرت مولانا ابوالکلام آزاد دار العلوم میں تشریف لائے، تو قاری صاحب سے ایک رکوع سننے کو فرمائش کی، قاری صاحب نے سورۂ ملک کا پہلا رکوع پڑھا، مولانا آزاد کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے، جب رکوع ختم ہوا تو مولانا آزاد نے فرمایا۔ بارک اللہ لنا ولکم فی القرآن المجید جزاک اللہ۔

قاری صاحب مشرقی یوپی کے ضلع پرتابگڑھ کے رہنے والے تھے آپ کے والد ماجد مولانا محمد یعقوب صاحب پرتابگڑھ ہی حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ کے مخصوص تلامذہ میں سے تھے اس لئے مرحوم آبا طور پر دار العلوم کے فیض یافتہ تھے۔ اور اس کے متوسلین میں تھے۔ قاری صاحب نے تقریباً ۷۰ سال کی عمر میں وفات پائی کچھ مدت سے فالج کے مرض مبتلا تھے پسماندگان میں اہلیہ محترمہ ۲ صاحبزادی اور ۴ صاحبزادگان شامل ہیں۔

دار العلوم میں آپ کے انتقال پر کلمہ طیبہ کا ختم کرا کر ایصال ثواب کیا گیا اور دار العلوم میں تعطیل کر دی۔ حکیم الاسلام حضرت مولانا محمد طیب صاحب مہتمم دار العلوم دیوبند نے ختم کے بعد حضرت قاری صاحب نے حالات زندگی ان کی خدمات اور موت و حیاۃ فلسفہ پر روشنی ڈالی اور دعا مغفرت فرمائی۔

احاطہ مولوی میں نماز جنازہ حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب نے پڑھائی جنازہ میں اکابر دار العلوم اساتذہ و طلباء اور کارکنان دار العلوم کے علاوہ دوسرے بہت سے لوگ شریک تھے۔ قاری صاحب کو قبرستان قاسمی کی ابدی آرام گاہ میں سپرد خاک کر دیا گیا۔

حضرت قاری صاحب کے تلامذہ سے خصوصاً اور مدارس عربیہ دینیہ سے درخواست ہے۔ کہ وہ قاری صاحب کیلئے دعا مغفرت اور ایصال ثواب فرمائیں۔

مولانا محمد عبد الحق۔ آفس انچارج دار العلوم دیوبند

حضرت مولانا لقاء اللہ پانی پتی کا پانی پت میں انتقال ہوگیا

پانی پت ۲۳ جنوری آج یہاں پر حضرت مولانا لقاء اللہ پانی پتی کا انتقال ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یہ حادثہ صبح کو ۵ بجے پیش آیا۔ انتقال کی اطلاع ملتے ہی دلی سے ناظم عمومی جمعیۃ علماء ہند حضرت مولانا سید اسعد میاں صاحب بذریعہ کار پانی پت تشریف لے گئے۔ آپ کے ہمراہ حضرت سید محمد میاں صاحب حضرت مولانا مفتی عتیق الرحمٰن صاحب عثمانی، مولانا وحید الدین قاسمی اور ڈاکٹر عثمانی بھی پانی پت تشریف لے گئے۔

حضرت مولانا لقاء اللہ پانی پتی کی عمر اس وقت ۸۰ برس کے قریب تھی۔ آپ نے تقسیم ملک کے بعد ناگفتہ بہ حالات کا بڑی پامردی اور استقامت کے ساتھ مقابلہ کیا تھا اور پانی پت میں ہی مقیم رہ کر اوقاف اسلامیہ کی حفاظت کی تھی۔ جمعیۃ علماء ہند سے مرحوم کو ہمیشہ ایک تعلق خاص رہا۔ اس وقت بھی آپ مجلس منتظمہ کے رکن تھے۔ آپ کے پسماندگان میں لڑکے اور لڑکیاں دونوں شامل ہیں جو کہ پاکستان میں ہیں۔ مرحوم کی اہلیہ محترمہ کا انتقال ابھی دو تین ماہ قبل ہی ہوا ہے۔ (سہ روزہ مدینہ بجنور)

● مدرسہ تعلیم الاسلام حبیب چوک مین بازار منصور آباد لائل پور کا داخلہ شروع ہے قرآن مجید حفظ و ناظرہ کے شائقین جلد داخلہ لیں۔ خورد و نوش کا سب انتظام مدرسہ کی طرف سے ہے۔

حافظ محمد الیاس۔

بچوں کا صفحہ

ہمارے بزرگ

حضرت عبداللہ ابنِ مبارک رحمۃ اللہ علیہ

ہمارے ملک کے اُتر پچھم میں ایک ملک ہے "ایران" ایران میں ایک صوبہ ہے "خراسان" خراسان میں ایک جگہ ہے "مرو" مرو میں ایک خاندان تھا "بنو حنظلہ" بنو حنظلہ کے پاس ایک باغ تھا اس باغ کی رکھوالی ایک غلام کرتا تھا۔ غلام کا نام تھا "مبارک"۔

مبارک میاں تھے تو غلام لیکن وہ تھے بڑے اچھے آدمی، بڑے نمازی، بڑے پرہیزگار، بُری باتوں سے بچنے والے، بڑے سچے اور ایماندار۔ اُن کی ایمانداری کے بارے میں ایک بات سنئے۔ یاد رکھئے اور جب کبھی ایسی ہی بات آپ کے سامنے آئے تو ویسا ہی کیجئے جیسا مبارک نے کیا۔

جس باغ کی رکھوالی مبارک رہے تھے اس کے مالک نے ایک کھٹا انار مانگا۔ مبارک باغ گئے اور ایک انار توڑ لائے۔ وہ انار میٹھا نکلا۔ مالک کو بڑا غصہ آیا۔ ڈانٹ کر بولا "تم اتنے دنوں سے باغ کی رکھوالی کر رہے ہو اور تم کو کھٹے میٹھے انار کی تمیز نہیں؟" یہ بولے "جی ہاں! مجھے نہیں معلوم کہ کون سا انار میٹھا ہے اور کون سا کھٹا؟" اب مالک نے پوچھا۔ "تو کیا تم نے اس باغ کا کوئی انار نہیں کھایا؟" بولے "نہیں کھایا۔" پوچھا "کیوں؟" جواب دیا کہ "آپ نے مجھے باغ کی رکھوالی کے لئے رکھا تھا۔ انار کھانے کا حکم تو نہیں دیا تو پھر میں کھاتا تو یہ چوری ہوتی ایمانداری تو نہ ہوتی"۔

مالک نے سنا تو ہکا بکا رہ گیا۔ کہ غلام کیسا نیک، سچا اور ایمان دار ہے۔ وہ بہت خوش ہوا۔ واپس گھر چلا گیا۔ اور اپنے گھر والوں سے مبارک میاں کی ایمان داری کی بات بتائی۔ گھر والے بھی خوش ہوئے۔ خوش اس لئے ہوئے کہ اس خاندان کے لوگ بھی بڑے نیک اور ایمان دار تھے۔

اب سنئے۔ اسی باغ کے مالک کی ایک لڑکی تھی۔ یہ لڑکی بھی بہت اچھی تھی۔ یہ لڑکی شادی کے لائق ہو چکی تھی۔ اس کی شادی کے بارے میں مالک نے مبارک میاں سے رائے لی کہ کہاں اور کس سے کرنی چاہئے؟ مبارک میاں کو شادی کے بارے میں پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک پیاری بات (حدیث) یاد تھی۔ وہ پیاری بات جس میں پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو نصیحت کی کہ شادی کرنے کے لئے نہ مالدار دیکھو نہ اونچا خاندان، نہ خوبصورتی بلکہ یہ دیکھو کہ جس سے شادی کر رہے ہو وہ نیک اور اللہ سے ڈرنے والا اور دین دار ہے"۔ بس یہی بات مبارک صاحب نے مالک کو بتا دی۔

مالک اور اس کے خاندان والے دیندار لوگ تھے۔ ان کو یہ بات بہت پسند آئی اور پسند کیوں نہ آئی۔ پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحت ہر سچے مسلمان کو پسند آتی ہے۔ اچھا تو مالک کو ان کی بات پسند آگئی تو اس نے اپنی بیوی سے کہا کہ میری بیٹی کے لئے مبارک سے اچھا شوہر نہیں مل سکتا۔ بیوی نے بھی کہا کہ بیشک مبارک بڑا ایماندار اور اللہ سے ڈرنے والا ہے۔ وہ اللہ کے حکموں کے مطابق بیوی سے سلوک کرے گا اور اسی میں لڑکی کے لئے بڑی بھلائی ہے۔

اس بات چیت کے بعد مالک نے اپنی لڑکی کی شادی مبارک صاحب سے کر دی۔ مالک نے یہ نہیں دیکھا۔ کہ مبارک میاں غلام ہیں، غریب ہیں، ان کا خاندان عزت والا نہیں ہے اور نہ وہ بہت زیادہ خوبصورت ہی ہیں بس دیکھا تو یہ کہ مبارک میاں سچے مسلمان اور پکے ایماندار ہیں؟"

اب دیکھئے، میاں بھی نیک اور ایماندار بیوی بھی پکی مسلمان اور اللہ سے ڈرنے والی تو اللہ کی مہربانی یہ ہوئی کہ اس نے ان کو ایک بڑا اچھا بچہ عطا فرمایا۔ یعنی ان کے گھر ایسا بچہ پیدا ہوا جو بڑا ہو کر اپنے وقت کا سب سے بڑا عالم ہوا۔ اور اس نے اللہ کے دین (اسلام) کا نام اونچا کیا۔ اس بچے کا نام تھا عبداللہ۔ آج ہم یہی نام اس طرح لیتے ہیں۔ کہ حضرت عبداللہ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ (ان پر اللہ کی رحمت ہو)

حضرت عبداللہ ۱۱۸ھ میں پیدا ہوئے۔ آج کل ۱۳۸۵ھ ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ ان کو پیدا ہوئے ساڑھے بارہ سو برس سے زیادہ ہوئے اس زمانے میں پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے ساتھیوں (صحابہؓ) کے شاگرد اور انہیں دیکھنے والے لوگ زندہ تھے۔ صحابہؓ کے شاگردوں کو تابعی کہا جاتا ہے۔ ان میں بڑے بڑے امام گذرے ہیں۔ یعنی قرآن اور حدیث کے بہت بڑے عالم اور جاننے والے۔

حضرت عبداللہ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کو قرآن اور حدیث کی باتیں جاننے کا بڑا شوق بھی تھا اور اللہ تعالےٰ نے ان کو سمجھ بھی بہت اچھی دی تھی۔ ان کو ہر بات بہت جلد یاد ہو جاتی تھی۔ اور پھر وہ اسے بھولتے نہ تھے۔

اعلان

قارئینِ خدام الدین توجہ فرمائیں

ہمارے نوٹس میں یہ امر لایا گیا ہے کہ خدام الدین کے پرچے ردی میں فروخت کئے جاتے ہیں جن سے لفافے وغیرہ بنتے ہیں۔ ہم ازیں پیشتر بھی عرض کر چکے ہیں۔ کہ خدام الدین کا ہر صفحہ قرآن پاک اور حدیث شریف کے متن سے مزین ہوتا ہے۔ اس کی ردی میں فروخت بہت بڑا گناہ ہے۔ نہایت ہی معمولی دنیاوی فائدے کی خاطر اتنا بڑا گناہ قرین عقل بات نہیں ازراہ کرم بے حد احتیاط فرمائیں۔ خدام الدین کے پرانے پرچے نہایت احتیاط سے رکھے جائیں یا دینی مدارس میں طلباء کو پڑھنے کے لئے دے دئے جائیں۔ غرضیکہ کسی صورت میں بھی کتاب وسنت کی بے حرمتی نہ ہو۔

(مینجر)

۳۱ جنوری ۱۹۶۹ء

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

The Weekly "KHUDDAMUDDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

چیف ایڈیٹر عبیداللہ انور

منظور شدہ محکمۂ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۳۷-۸۱-۲۲ مورخہ ستمبر ۱۹۵۶ء (۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری DD ۹-۲-۷۶۷۹/۳۹ مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۶۴ء (۴) راولپنڈی ریجن بذریعہ میمو نمبر G/۳۲-۴۰-۵۳۱۰ مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۶۷ء

فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام عبیداللہ انور پرنٹر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا